بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۴	جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ / اپریل ۲۰۱۴ء	جلد : ۲۲

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے	بدلِ اشتراک
''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور	پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے
اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954	سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال
مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)	بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر
رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302	برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 13 ڈالر
جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311	امریکہ .... سالانہ 16 ڈالر
خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310	جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس
فون/فیکس : 042 - 37703662	www.jamiamadniajadeed.org
موبائل : 0333 - 4249301	E-mail: jmj786_56@hotmail.com

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۷
اِسلام کیا ہے ؟	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ	۱۵
پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے	حضرت مولانا شیخ مصطفٰی صاحب وہبہ	۲۱
تعلیم النساء	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۵
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۲۹
حاصل ِمطالعہ	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۳۶
فرقہ وَاریت کیا ہے، کیوں ہے اور سدِّ باب کیا ہے ؟	حضرت مولانا منیر اَحمد صاحب	۴۱
اِسلامی معاشرت	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۴۸
فضائلِ سورۂ اِخلاص	الشیخ محمد یوسف بن عبداللّٰہ الارمیونیؒ	۵۷
اَخبار الجامعہ	مولانا خلیل الرحمٰن صاحب	۶۲

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

ملکِ عزیز پاکستان کو ''کلمہ'' کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا جس کا تقاضا تو یہ تھا کہ یہاں کا دستور ومنشور اِسلامی ہوتا، اِسلامی اَقدار روشن ہوتیں، مدارس ومساجد کا جال بچھتا، اِسلامی تعلیمات کو فروغ ہوتا جس کے تحت یہاں کا ہر فرد جذبۂ اِسلامی سے سرشار ہوتا کیونکہ اِسلامی ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ عام مسلمانوں کو اِسلام سے روشناس کرانے اور اُنہیں دین کی بنیادی تعلیمات سے آراستہ کرنے کے اِقدامات کرے۔

اِسے ملکِ عزیز کی بدقسمتی سمجھئے کہ یہاں جو بھی حکمران آتا ہے وہ دینی ذہن رکھنے کے بجائے مغربی فکر کا حامل ہوتا ہے، وہ ملکِ عزیز کے دینی رہنماؤں سے رہنمائی لینے کے بجائے دین دُشمنوں سے ڈکٹیشن لیتا ہے اور اُس کی کوشش ہوتی ہے کہ ملک میں وہی پالیسی اَپنائی جائے جس کی طرف اُس کے آقاءِ ولی نعمت اِشارہ کریں چاہے وہ پالیسی ملکی مفاد کے کتنی ہی خلاف کیوں نہ ہو، اِس کی زِندہ مثال حال ہی میں حکومت کی طرف سے منظرِ عام پر آنے والی ''قومی سلامتی پالیسی'' ہے۔

اِس پالیسی میں جہاں اور بہت سے اُمور کو ملکی سالمیت، اِستحکام اور بقا کو محفوظ بنانے کے لیے اہمیت دی گئی ہے وہیں خاص طور پر دینی مدارس اور جامعات کو ملک کے مغرب زدہ تعلیمی نظام میں شامل کرنے اور اُن کے اِنتظامی، مالی اور نصاب سے متعلق اُمور کی نگرانی جیسے غیر سنجیدہ نکات کو بھی شامل کیا

گیا ہے جس پر اہلِ مدارس کو سخت تحفظات اور خدشات لاحق ہیں جبکہ دیگر بہت سے محبِّ دین و وطن اَفراد بھی حکومت کے اِن اِقدامات کو شک کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں کیونکہ اِن اِقدامات سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ اَربابِ اِقتدار اپنی مخصوص حکمتِ عملی کے تحت ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہزاروں دینی مدارس کی مُشکیں کسنے کی کوشش کررہے ہیں جسے ملک میں موجودہ حالات کے تناظر میں کسی طور سودمند قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگرچہ بعض اَربابِ اِقتدار اِن تحفظات و خدشات کی تردید بھی کررہے ہیں لیکن اِن کی یہ تردید طفل تسلی سے زیادہ کوئی حیثیت رکھتی نظر نہیں آتی۔

ماضی میں بھی مختلف حیلے بہانوں سے مدارس کی آزادانہ حیثیت کو محدود یا ختم کرنے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں لیکن تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ اِن کوشش کرنے والوں کو منہ کی کھانی پڑی ہے، یہ لوگ اپنے مذموم مقاصد میں ناکام ہوکر دُنیا سے چلے گئے جبکہ دینِ اِسلام کے یہ مضبوط قلعے کم ہونے یا ختم ہونے کے بجائے پہلے سے بھی زیادہ آب وتاب کے ساتھ قائم اور اپنے مشن میں رواں دواں ہیں۔

سوچنے کی بات ہے کہ حکمران طبقے کے لوگ اِس پر تو کبھی توجہ نہیں دیتے کہ اِن اِداروں میں نوعمر بچے بچیوں کو ''سیکس'' کی کھلے بندوں تعلیم کے ساتھ ثقافت وآرٹ کے نام پر ناچ گانے، عریانی وفحاشی کی تربیت دی جارہی ہے جس کے نتیجہ میں (ہم اُن اسکولوں کا نام نہیں لیتے لیکن این جی اَوز کے نامور سکہ بند اسکول ہیں) اُن میں اَب تک آٹھ نو برس کی کئی بچیاں حاملہ بھی ہو چکی ہیں جبکہ اِن اِداروں میں ملکی دستور کے خلاف اِسلامی اَقدار کا مذاق اُڑایا جارہا ہے اور حکومت کی کروڑوں روپے کی گرانٹ صرف ہورہی ہے ____ اِن اِداروں کے اِنتظامی، مالی اور نصابی اُمور کی نگرانی کی جائے اور اِن اِداروں کی اِصلاح کی فکر کی جائے اِن کے کلچر کو بدلا جائے لیکن اِس کے برخلاف جہاں اَمن و آشتی، محبت و بھائی چارے، چھوٹے بڑے کی عزت، اِسلامی قدروں کی حفاظت، قانون کی پاسداری اور وطن سے محبت کی تعلیم دی جاتی ہے اور جو سرکاری سرپرستی اور تعاون کے بغیر بڑی حد تک عامۃ الناس کی دینی ضروریات اور تقاضوں کو پورا کرنے میں مصروف ہیں، اَربابِ اِقتدار ہمیشہ اُن دینی مدارس کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔

اِن حالات کے پیش نظر ۱۸؍ جمادی الاولیٰ/ ۲۰؍ مارچ بروز جمعرات قلعہ کہنہ قاسم باغ اسٹیڈیم ملتان میں وفاق المدارس العربیہ کے زیر اہتمام ''تحفظِ مدارسِ دینیہ اور اِسلام کا پیغامِ اَمن کانفرنس'' منعقد کی گئی جس میں قائدینِ وفاق، علماءِ کرام، مشائخِ عظام اور مختلف مذہبی وسیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے خطاب کیا، اِن حضرات نے مدارسِ دینیہ کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ

> ''ہم ''قومی سلامتی پالیسی'' کے اُس حصے کو جس میں مدارس کا تذکرہ کیا گیا ہے مکمل طور پر مسترد کرتے ہیں۔''

اُنہوں نے اِس عزم کا بھی اِظہار کیا کہ دینی مدارس کی آزادی پر اَربابِ اِقتدار سے کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا، ہم ملکِ عزیز کی سلامتی کے ساتھ ساتھ مدارسِ دینیہ کا تحفظ کرتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ دینی مدارس کی حفاظت فرمائے اور ہمارے حکمرانوں کو توفیق دے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں اور کسی بھی ایسے اِقدام سے گریز کریں جو ملکی سلامتی کے لیے خطرہ کا باعث بن سکتا ہو۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

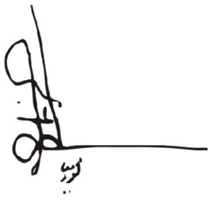

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اَور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اَور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔ (ادارہ)

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس ؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدس ؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

(کیسٹ نمبر 78 سائیڈ A 1987 - 11 - 01)

اللہ کا شریک ٹھہرانا عقلاً بھی برا ہے۔صرف ''اللہ'' کے نام کی قسم کافروالدین اور حسنِ سلوک۔گناہ کے کام میں والدین کی اِطاعت نہیں کرنی ''صغیرہ'' گناہ بھی ''کبیرہ'' بن جاتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے ایسی چیزیں جو معیوب ہیں اُن سے بھی منع فرمایا ہے،ایسی چیزیں جو عیب شمار ہوتی ہیں اُن میں بعض تو کبائر بتلائی گئیں جو چیزیں عیب شمار ہوتی ہیں وہ دو قسم کی ہیں : ایک تو وہ کہ جنہیں ہم سمجھ نہیں سکتے وہ اِعتقاد سے متعلق ہیں دِل سے متعلق ہیں وہ بتلائیں اور کچھ وہ ہیں جو اِنسان کی اپنی زندگی میں پیش آتی رہتی ہیں معاملات ہوئے یا اور چیزیں ہوئیں اِس طرح کی۔

تو ایک دفعہ اِرشاد فرمایا کہ اَلْکَبَائِرُ کبیرہ گناہ یہ ہیں اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ماننا ،دُوسرے عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ ماں باپ کی نافرمانی کرنا، تیسرے قتل کرنا اور چوتھے اَلْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ [1] جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا۔اور بعض روایتوں میں ایک اور چیز بھی ذکر فرمائی گئی وَشَھَادَۃُ الزُّوْرِ [2] جھوٹی گواہی۔

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۰ [2] ایضًا رقم الحدیث ۵۱

تو اِن میں ایک چیز یعنی خدا کے ساتھ شریک کرنا یہ ایسی چیز ہے کہ جسے عقلاً بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ کوئی آدمی اِقتدارِ اعلیٰ میں یا جو کام اُس نے کیا ہو اُس میں خوامخواہ دُوسرے کا نام پسند نہیں کرتا، پیدا تو کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اور کہا یہ جائے کہ فلاں بت نے پیدا کیا ہے تو یہ وہ بات ہوئی کہ جسے اِنسان اپنی ظاہری زندگی میں پسند نہیں کرتا کہ کام تو اُس نے اَنجام دیا ہو اور کہا یہ جائے کہ فلاں نے نہیں فلاں نے کیا ہے، یہ بات عقلاً سمجھ میں آتی ہے لیکن حقیقت تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ ایسا نہیں تھا کیونکہ یہ باطنی چیزیں ہیں جن کا نظر سے حس سے تعلق نہیں ہے اِس لیے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے واسطے اَنبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے اُنہوں نے یہ تعلیمات دیں۔

والدین کی نافرمانی، وضاحت :

آگے دُوسری عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ ماں یا باپ کی یا ماں باپ دونوں کی نافرمانی کرنا۔ نافرمانی کا اَلبتہ معیار ضرور ہے کہ کس چیز میں کی جائے کس چیز میں نہ کی جائے ؟ اگر وہ نماز سے روکتے ہیں تو نماز سے تو نہیں رُکے گا کیونکہ اللہ کے حکم کا دَرجہ اُن سے بڑا ہے لیکن جائز کام ہو اُس جائز کام سے وہ روکتے ہوں تو رُکنا نہیں چاہیے۔ نافرمانی کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ اِس قسم کی نافرمانی کہ جس سے اُن کی ناراضگی ہوتی ہو اُنہیں دُکھ پہنچتا ہو مقصد بھی وہی ہے اُس میں اِنسان کی زبان سے لے کر اور باقی حرکات تک سب داخل ہیں قرآنِ پاک میں ہے ﴿ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْآ اِلَّا اِیَّاہُ ﴾ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ اُس کے سوا باقی کسی کی عبادت نہ کرو ﴿ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ﴾ اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک۔ صحابہ کرامؓ میں تو ایسی صورت بھی تھی کہ باپ مسلمان ہو گیا بیٹا نہیں ہوا، بیٹا مسلمان ہو گیا باپ نہیں ہوا، بیوی نہیں ہوئی، خود مسلمان ہو گیا اور کوئی بھی نہیں ہوا مسلمان، یہ مثالیں ملیں گی۔

حضرت اَبو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بالکل شروع سے اِسلام پر چلے آرہے ہیں اور ایک بیٹا عبدالرحمٰن جو ہیں وہ دیر میں مسلمان ہوئے بلکہ ہجرت بھی کر آئے ہیں تو مسلمان ہوئے ہیں اور بدر کی جو لڑائی ہوئی ہے غزوہ ہوا ہے اُس میں عبدالرحمٰن اہلِ مکہ کی طرف سے آئے ہیں تو ایسے بھی ہوا ہے۔

کافر ماں باپ کے ساتھ روّیہ :

اَب جو مسلمان ہوگئے تھے وہ ماں باپ سے تعلق رکھیں نہ رکھیں کیا کریں ؟ بہت بڑا مسئلہ تھا یہ اُن کے لیے اُلجھن تھی اور ایسی خلش ہوتی ہے یہ کہ جو دُور نہیں ہوتی کسی طرح تو آقائے نامدار ﷺ نے اُن کے ساتھ بھی حسنِ سلوک ہی کی تعلیم فرمائی کہ اَچھا سلوک رکھو اُن کے ساتھ، بد اَخلاقی نہ کرو بُرا برتاوا نہ کرو۔ ماں باپ اَلبتہ اِسلام لانے پر پریشان کیا کرتے تھے یہ مثالیں بہت ہیں۔

بیٹا مسلمان، باپ کافر :

سہیل تھے جو (قریش کی طرف سے) معاہدہ لکھنے آئے تھے حدیبیہ کے موقع پر اُن کے بیٹے ہیں اَبو جَندل رضی اللہ عنہ وہ مسلمان ہوگئے تھے اُن کو اِنہوں نے باندھ کے ڈال رکھا تھا زنجیروں سے بیڑیاں ڈال رکھی تھیں اور وہ کسی نہ کسی طرح اِدھر آگئے اور آکے اپنے آپ کو مسلمانوں میں لا کے ڈال دیا کہ دیکھو میں مسلمان ہوگیا ہوں اور وہ جو (اُن کے باپ) سہیل تھے اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن نمائندہ بن کر آئے تھے کفارِ مکہ کی طرف سے صلح لکھنے کے لیے، وہ بالکل اَکڑ گئے اُنہوں نے کہا یہ نہیں ہوسکتا اِسے آپ میرے حوالے کریں گے، لازماً واپس کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے بہت عجیب عجیب جملے اِستعمال فرمائے جیسے خوشامد میں کیے جاتے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ اِسے مجھے دے دو، اَب ''اِسے مجھے دے دو'' کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ جیسے اپنی اَولاد کو رکھوں گا ویسے ہی اِسے رکھوں گا اور یہ بہت ہی بڑا درجہ ہے۔ اُنہوں نے کہا نہیں، ایک ساتھی تھا اُن کا، کُرز اُس کا نام ہے جب اِتنے کلمات فرمائے آپ نے تو اُس کو خیال آیا وہ کہنے لگا بلکہ ہم نے اِسے آپ کو دے دیا حالانکہ وہ اچھا آدمی تھا بھی نہیں لیکن اُس نے بھی کہا لے لیں، وہ کہنے لگا سہیل کہ نہیں یہ نہیں ہوسکتا، کسی طرح راضی نہیں ہوا پھر آخر کار اُن کو واپس کرنا پڑا تو باپ مسلمان نہیں ہوا اور بیٹا مسلمان ہوگیا ہے، بڑی تکلیف، ٹکراؤ ہر وقت اور دباؤ اُوپر کا، ایسی مثالیں بہت ہیں۔

بیٹا مسلمان، ماں کافرہ :

اَبوہریرہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگئے ماں مسلمان نہیں ہوئی، بہت پریشان رہتے تھے اِن کے ذہنوں میں یہ بھی تھا کہ اِس کی نجات ہوجائے کسی طرح، میری ماں ہو باپ ہو اور کافر مریں یہ نہ ہو، دِل میں یہ بھی تھا بہت پریشان رہتے تھے، ایک دفعہ آئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اور عرض کیا دُعا کی درخواست کی کہ میری والدہ مسلمان ہوجائیں تو رسول اللہ ﷺ نے دُعا دے دی وہ گھر گئے ہیں تو والدہ نے کہا کہ ٹھہر کے آنا میں نہا رہی ہوں نہانے کی آواز آئی پانی کی اور جب یہ اَندر داخل ہوئے ہیں تو وہ مسلمان ہوگئیں، اُن کے لیے بہت بڑا مسئلہ تھا یہ کہ ماں باپ دونوں یا ایک اِن میں سے جو صورت بھی ہو نہ مسلمان ہوئے ہوں اور تنگ کرتے ہوں۔

گناہ کے کام میں ماں باپ کی اِطاعت نہیں کی جائے گی :

اَب وہ کافرانہ رُسوم تو بڑی جاہلانہ چیزیں ہیں وہ اُن پر ڈٹے ہوئے اور نہیں سنتے تو اِس میں جو نافرمانیاں ہوں گی اُن کا کیا حکم ہے ؟ تو اِس میں نافرمانی نافرمانی نہیں شمار ہوگی کیونکہ اللہ کا حکم اُن کے حکم سے بالا ہے اَب آپ کے اِختیار میں اِتنی بات ضرور ہے کہ اُن کے ساتھ تلخی نہ کریں ٹلا دیں غائب ہوجائیں کچھ کریں، اُن کے ساتھ بدسلوکی بدتمیزی پھر بھی نہیں بتائی۔

بیٹی مسلمان، ماں کافرہ :

حضرت اَسماء رضی اللہ عنہا اَبوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں یہ عرض کرنے لگیں کہ میری والدہ آرہی ہیں یعنی مدینہ منورہ وَهِيَ رَاغِبَةٌ اور اُن کی رغبت ہے اَب '' رَاغِبَةٌ '' کا لفظ ایسا ہے عربی میں کہ دونوں معنی اِس کے ہوسکتے ہیں اِسلام کی طرف رغبت ہے یا اِسلام سے نفرت ہے، دونوں معنٰی ہوسکتے ہیں رَاغِبَةٌ عَنِ الْاِسْلَامُ اگر ہو تو اُس کے معنی ہوں گے اِسلام سے اُنہیں نفرت ہے اَفَاَصِلُهَا میں اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کروں صلہ رحمی کروں ؟ تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ صِلِيْهَا. اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ہاں صلہ رحمی کرو اُن کے ساتھ۔ تو یہ

معاملات ہیں جو پیش آتے ہیں گھریلو اور اُس میں اِختلاف ہوتا رہتا ہے نظریات کا بھی اِختلاف ہو جاتا ہے سیاسی بھی ہو جاتا ہے حکومتوں کا ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ طرح طرح کے لیکن اِن سب کے بارے میں معیار بتایا گیا ہے کہ جہاں حکمِ اِلٰہی ہو وہاں تو اُن کی بات ماننی ضروری نہیں ہے ورنہ اُن کی بات بھی مانو اور اگر ایسی چیز ہے کہ جس میں بات ماننی اُن کی ضروری نہیں ہے تو پھر اُن کے ساتھ بدسلوکی نہ کرو، تلخ کلامی نہ کرو، منہ چڑھا کر نہ بولو، ناک چڑھا کر بات نہ کرو، وغیرہ یہ تاکیدات ہیں۔ اگر کوئی اِس کا خیال نہ کرے عُقُوقْ یعنی نافرمانی پر اُتر آئے تو یہ بہت بڑی غلطی ہے اور اِس کو کبائر میں شمار کیا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے یعنی بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوگا۔

جس پر وعید ہو وہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے :

تو حدیث شریف میں جس کے اُوپر وعید آئی ہو کوئی کہ فلاں کام اگر کرے گا آدمی تو فلاں سزا ملے گی تو وہ کبیرہ ہے یا خود کبائر کا نام لیا اور شمار کرا دیا کہ یہ کبیرہ ہے یہ کبیرہ ہے تو یہ کبائر کہلائیں گے۔

اور ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کبائر کی جس سے بہت زیادہ غفلت ہے، ہمارے دَور میں تو بہت ہی غفلت ہے وہ یہ کہ صغیرہ گناہ کرتا ہی رہتا ہے، گناہ چھوٹا سا ہے مگر پابندی سے عادی بن گیا اُس گناہ کا، اِستغفار نہیں کرتا اُس گناہ کو کوئی خاص چیز نہیں سمجھتا تو ایسا گناہ جو چھوٹی سی بات ہو اور خاص چیز نہ سمجھتا ہو اُس کو وہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے کیونکہ گناہ کو خاص چیز نہ سمجھنا یہ گناہ ہے اور اِس سے وہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے تو صغائر سے بھی اِستغفار کرنا چاہیے اور کبائر سے بھی۔

اِرشاد فرمایا قتلِ نفس کسی کو مار دینا، یمینِ غموس اور یمینِ غموس اُس کو کہتے ہیں کہ آپ جانتے ہوں کہ یہ کام ایسے نہیں ہوا بلکہ دُوسری طرح ہوا ہے اور پھر بھی قسم کھا رہے ہیں کہ ایسے ہوا ہے یہ کہلاتی ہے ''یمینِ غموس'' جان بوجھ کر جھوٹی بات کی قسم کھانا۔

اور ایک وہ قسم ہوتی ہے جو مستقبل کے بارے میں ہو کہ کل کو یوں کروں گا یا پرسوں یوں کروں گا یا سال بعد یوں کروں گا پھر اُس کو اگر توڑ دے تو کفارہ لازم آتا ہے۔

"یمینِ غموس" کیا ہے :

مگر یہ کہ جو جانتا ہے کہ ایسی بات نہیں ہے اور گزری ہوئی بات کے بارے میں قسم کھاتا ہے اور جھوٹی قسم کھاتا ہے وہ یمینِ غموس ہے " غَمَسَ " کے معنی ہیں ڈبونے کے، غَمُوْسْ کے معنی ڈبونے والی یعنی گناہ میں ڈبونے والی یا خدا کی ناراضگی میں ڈبونے والی یا جہنم کی آگ میں ڈبونے والی، بہر حال ماضی پر جو گزر چکی ہو چیز اُس کے بارے میں جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانی اِس کا نام یمینِ غموس ہے۔ تو جو کافر ہوتے تھے اُن کو تو کوئی پرواہ ہی نہیں ہوتی تھی جس طرح چاہیں قسم کھالیں جو چاہے قسم لے لیں لیکن مسلمان، مسلمان کو روک دیا گیا۔

قسم صرف "اللہ" کی :

ایک تو یہ کہ " اللہ " کے سوا باقی قسم نہ کھاؤ کسی کی بھی، اللہ ہی کی قسم کھائی جا سکتی ہے اللہ کی ذات اِس قابل ہے کہ جس کو قسم کے لیے اِستعمال کیا جائے اور دُوسرے یہ کہ قسم جب یہ کھائے تو غلط نہ ہو ماضی کے بارے میں جھوٹی نہ ہو، مستقبل کے بارے میں دیکھا جائے گا کہ اُس نے جو قسم کھائی ہے کیا گناہ کے کام کی کھائی ہے مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ ضرور چراؤں گا ضرور ڈاکہ ڈالوں گا، ضرور گالیاں دُوں گا جا کر فلاں آدمی کو تو ایسی قسم جو کھا بیٹھا ہے گناہ کی بات کے لیے اُس قسم کا توڑنا ضروری ہے اور اُس کا کفّارہ دینا چاہیے وہ قسم قائم رکھنے کے قابل نہیں۔

اور ایک ہے یہ کہ جائز کام کے لیے ہے صرف تاکید کے لیے قسم کھالی ہے اور نہیں کر سکا وہ کام تو اِس صورت میں بھی وہ حانث ہو جائے گا اور اُسے کفارہ دینا پڑے گا یہ کفارہ ہی اِستغفار ہے گویا ایک طرح کا کہ اُس گناہ سے بچاؤ اُس گناہ کا جو غلطی ہوئی اور خدائے پاک کا نام غلط طرح اِستعمال ہو گیا تو اِس صورت میں اُس کا کفارہ رکھ دیا گیا ﴿ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ ﴾ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ﴿مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ ﴾ اپنے گھر والوں کو جیسا کوئی کھلاتا ہے اَوسطاً ویسا ﴿اَوْكِسْوَتُهُمْ﴾

یا اُن کے کپڑے ﴿ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ﴾ یا غلام آزاد کرنا[1] لیکن اگر کسی کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اِن میں سے، اپنے کھانے کو نہیں میسر دس کو کہاں سے کھلائے گا تو ﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ﴾ جسے نہ میسر آئیں یہ چیزیں وہ تین دِن روزہ رکھے ﴿ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ﴾ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب قسم کھا بیٹھو ﴿وَاحْفَظُوْا اَيْمَانَكُمْ ﴾ قسموں کی حفاظت کرو بلا وجہ نہ کھاؤ قسم ۔تو آدمی اگر سچ ہی بولے تو قسم کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، جھوٹ بولے تو پھر گڑ بڑ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، ایسی چیزوں میں پڑ جاتا ہے لیکن باوجود اِن تمام چیزوں کے کبھی کبھار تو قسم کھاتا ہی ہے آدمی تو پھر تمام چیزوں میں خیال رکھے۔

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ شَهَادَةُ الزُّوْرِ جھوٹی گواہی،'' زُور'' کہتے ہیں ہیر پھیر کو تو ہیر پھیر کی بات جو ہے وہ قَوْلَ الزُّوْرُ ہوتی ہے ہیر پھیر کی بات کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کہہ کیا رہا ہے، ہیرا پھیری ہیرا پھیری۔ اور یہاں آیا ہے شَهَادَةُ الزُّوْرِ تو اِس کے معنی ہوں گے جھوٹی گواہی تو یہ جھوٹی گواہی جو ہے یہ بھی غلط ہے اور یہ کبائر میں شمار ہے اِنسان اِسے معمولی سمجھتا ہوگا لیکن یہ نہیں ہے، اِس میں حق تلفی ہوجاتی ہے یا اِدھر کی چیز اُدھر یا اُدھر کی چیز اِدھر ایسے ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے گناہوں سے بچائے رکھے اپنی طاعت پر توفیق دے اور ہمیں دین پر چلاتا رہے اور آخرت میں ساتھ نصیب فرمائے رسول اللہ ﷺ کا، آمین ۔ اِختتامی دُعا...............

---

[1] اِسلام نے ''غلامی'' ختم کراکر ''آزادی'' کو رائج کیا۔ (محمود میاں غفرلہٗ)

زیرِ صدارت

حکیم العصر محدثِ دوراں
ولیِ کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس شیخ الحدیث
مولانا عبد المجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

تاریخی عظیم الشان

ختمِ نبوت کانفرنس

شمع ختمِ نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

بعد از نمازِ مغرب

بمقام جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ لاہور

12 اپریل 2014 بروز ہفتہ

زیرِ سرپرستی
حضرۃ مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم
شیخ الحدیث
مہتمم جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ

زیرِ نگرانی
حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہم
ولیِ کامل
امیر عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت لاہور

حضرۃ مولانا مفتی شمیم الحسن دہلوی صاحب مدظلہم
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت
خانقاہ جمیلیہ رائے ونڈ

مُلک کے جیّد علماء، مشائخ، عظام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت لاہور

0300-4304277
0321-9496702
0300-4279021
0322-4410730

قسط : ۴

اِسلام کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

تیسرا سبق : زکوۃ

اِسلام کی بنیادی تعلیمات میں اِیمان اور نماز کے بعد زکوۃ کا درجہ ہے گویا یہ اِسلام کا تیسرا رُکن ہے۔

''زکوۃ'' کا مطلب یہ ہے کہ جس مسلمان کے پاس ایک مقرر مقدار میں مال و دولت ہو تو وہ ہر سال حساب لگا کر اپنی اِس دولت کا چالیسواں حصہ غریبوں، مسکینوں پر یا نیکی کی اُن دُوسری مدوں پر خرچ کر دیا کرے جو زکوۃ کے خرچ کے لیے اللہ اور رسول ﷺ نے مقرر کی ہیں۔[۱]

زکوۃ کی فرضیت اور اہمیت :

قرآن شریف میں جابجا نماز کے ساتھ ساتھ زکوۃ کی تاکید کی گئی ہے۔ اگر آپ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہوں گے تو اُس میں بیسوں جگہ پڑھا ہوگا ﴿ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُو الزَّکٰوۃَ ﴾ (یعنی نماز قائم کرو اور زکوۃ دیا کرو) اور کئی جگہ مسلمانوں کی لازمی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ ﴿ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ ﴾ (یعنی وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں) اِس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے اور زکوۃ نہیں دیتے وہ اَصلی مسلمان نہیں ہیں کیونکہ اِسلام کی جو باتیں اور جو صفتیں اَصلی مسلمانوں میں ہونی چاہئیں وہ اِن میں نہیں ہیں۔

بہرحال نماز نہ پڑھنا اور زکوۃ نہ دینا قرآن شریف کے بیان کے مطابق مسلمانوں کی صفت نہیں ہے بلکہ کافروں اور مشرکوں کی صفت ہے نماز کے متعلق سورۂ رُوم کی ایک آیت میں فرمایا گیا ہے :

---

[۱] زکوۃ کے مسائل و اَحکام اور مصارف کا بیان فقہ کی کتابوں میں دیکھا جائے یا اِس کے لیے علماء کی طرف رُجوع کیا جائے۔

﴿ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴾ (سُورة الروم :)

''نماز قائم کرو (اور نماز چھوڑ کر کے) مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔''

اور زکوة نہ دینے کو مشرکوں اور کافروں کی صفت سورۂ حم سجدہ کی اِس آیت میں بتلایا گیا ہے۔

﴿ وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَةِ ھُمْ کٰافِرُوْنَ ﴾

(سُورة حٰمٓ سجده : ۶،۷)

''اُن مشرکوں کے لیے بڑی خرابی ہے اور اُن کا اَنجام بہت برا ہونے والا ہے جو زکوة اَدا نہیں کرتے اور آخرت کے منکر اور کافر ہیں۔''

زکوة نہ دینے کا دَردناک عذاب :

زکوة نہ دینے والوں کا جو برا اَنجام قیامت میں ہونے والا ہے اور جو سزا اُن کو ملنے والی ہے وہ اِتنی سخت ہے کہ اُس کے سننے ہی سے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دِل کا پنے لگتے ہیں، سورۂ توبہ میں اِرشاد فرمایا گیا ہے :

﴿ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَ ظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَ نْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ○﴾ (سُورة التوبه : ۳۴)

''اور جو لوگ سونا چاندی (مال و دولت) جوڑ رکھتے ہیں اور اُس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی اُن پر جو زکوة وغیرہ فرض ہے اُس کو اَدا نہیں کرتے) اے رسول ! تم اُنہیں سخت دردناک عذاب کی خبر سنا دو جس دِن کہ تپایا جائے گا اُن کی اِس دولت کو دوزخ کی آگ میں پھر داغی جائیں گی اِس سے اُن کی پیشانیاں اور اُن کی کروٹیں اور پیٹھیں (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ مال و دولت جس کو تم نے جوڑا تھا اپنے واسطے، پس مزہ چکھو اپنی جوڑی ہوئی دولت کا۔''

اِس آیت کے مضمون کی کچھ تفصیل حضور ﷺ نے ایک حدیث میں بھی فرمائی ہے اِس

حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ :

''جس شخص کے پاس سونا چاندی (یعنی مال و دولت ہو) اور وہ اُس کا حق اَدا نہ کرے (یعنی زکوۃ وغیرہ نہ دیتا ہو) تو قیامت کے دِن اُس کے واسطے آگ کی تختیاں تیار کی جائیں گی اور پھر اُن کو دوزخ کی آگ میں اور زیادہ گرم کر کے اِس نے اُس شخص کی پیشانی کو اور کروٹ کو اور پشت کو داغا جائے گا اور اِسی طرح بار بار اُن تختیوں کو دوزخ کی آگ پر تپا کے اُس شخص کو داغا جاتا رہے گا اور روزِ قیامت کی پوری مدت میں اِس عذاب کا سلسلہ جاری رہے گا اور وہ مدت پچاس ہزار سال کی ہوگی (تو گویا پچاس ہزار سال تک اُس کو یہ سخت دَردناک عذاب ہوتا رہے گا)۔''

بعض حدیثوں میں زکوۃ نہ دینے والوں کے لیے اِس کے علاوہ اور دُوسرے قسم کے سخت عذابوں کا ذکر بھی آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے عذاب سے بچائے، آمین۔

اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو خوشحال اور مالدار کیا ہے وہ اگر زکوۃ نہ دیں اور اللہ کے حکم کے مطابق اُس کی راہ میں خرچ نہ کریں تو بلا شبہ وہ بڑے ہی ناشکرے، بڑے ہی ظالم ہیں اور اُن کو جو سخت سے سخت سزا بھی قیامت میں دی جائے بالکل بجا ہے۔

زکوۃ نہ دینا ظلم اور کفرانِ نعمت ہے :

پھر یہ بھی سوچنا چاہیے کہ زکوۃ و صدقات سے دراصل اپنے ہی غریب اور ضرورت مند بھائیوں کی خدمت ہوتی ہے تو زکوۃ نہ نکالنا دراصل اپنے اُن غریب اور مجبور بھائیوں پر ظلم کرنا اور اُن کا حق مارنا ہے۔ بھائیو ! ذرا سوچو ہمارے آپ کے پاس جو کچھ مال و دولت ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اور ہم خود بھی اُسی کے بندے اور اُسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں پس اگر وہ ہم سے ہمارا سارا مال بھی طلب کرے بلکہ جان دینے کو بھی کہے تو ہمارا فرض ہے کہ بلا چون و چرا کے سب کچھ دے دیں یہ تو اُس کا بڑا کرم ہے کہ اپنے دیے ہوئے مال میں سے صرف چالیسواں حصہ نکالنے کا اُس نے حکم دیا ہے۔

زکوة کا ثواب :

پھر اللہ تعالیٰ کا دُوسرا بڑا کرم اور اِحسان یہ ہے کہ اُس نے زکوة اور صدقہ کا بہت بڑا ثواب مقرر کیا ہے حالانکہ زکوة یا صدقہ دینے والا بندہ جو کچھ دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہی کے دیے ہوئے مال میں سے دیتا ہے۔ اِس لیے اگر اللہ پاک اِس پر کوئی ثواب نہ دیتا تو بالکل حق تھا مگر یہ اُس کا کرم ہی کرم ہے کہ اُس کے دیے ہوئے مال میں سے ہم جو کچھ اُس کے حکم سے زکوة یا صدقہ کے طور پر اُس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو وہ اِس سے بہت خوش ہوتا ہے اور اِس پر بڑے بڑے ثوابوں کا وعدہ فرماتا ہے۔ قرآنِ مجید ہی میں اِرشاد ہے :

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِىْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَّاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَا اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾(سُورة البقره : ۲۶۱ ، ۲۶۲)

''جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اُن کے اِس خرچ کرنے کی مثال اُس دانہ کی سی ہے جس سے پودا اُگے اور اُس سے سات بالیں نکلیں اور بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے وہ بڑی وسعت والا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔ جو لوگ اَپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر نہ وہ اِحسان جتاتے ہیں نہ تکلیف دیتے ہیں، اُن کے واسطے اُن کے رب کے پاس بڑا ثواب ہے اور اُنہیں قیامت میں کوئی خوف وخطر نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

اِس آیت میں زکوة دینے والوں اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین وعدے فرمائے گئے ہیں :

(۱) یہ کہ جتنا وہ خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو اِس کے بدلے سینکڑوں گنا زیادہ دے گا۔

(۲) یہ کہ اُن کو آخرت میں اللہ کے ہاں بہت بڑا اَجر وثواب ملے گا اور بڑی بڑی نعمتیں ملیں گی۔

(۳) یہ کہ قیامت کے دِن اُن کو کوئی خوف و خطر اور کوئی رنج و غم نہ ہوگا۔

سبحان اللہ ! بھائیو! صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ کے اِن وعدوں پر پورا پورا یقین تھا اِس لیے اُن کا یہ حال تھا کہ جب راہِ خدا میں صدقہ کرنے کی فضیلت کی اور ثواب کی آیتیں حضور ﷺ پر نازل ہوئیں اور اُنہوں نے حضور ﷺ سے اِس کا بیان سنا تو اُن میں جو غریب تھے اور جن کے پاس صدقہ کرنے کے لیے پیسہ بھی نہ تھا وہ بھی صدقہ کرنے کے اِرادے سے مزدوری کرنے کے لیے گھروں سے نکل پڑے اور اپنی پیٹھ پر بوجھ لاد کر اُنہوں نے پیسے کمائے اور راہِ خدا میں صدقہ کیا۔(ریاض الصالحین بحوالہ بخاری و مسلم)

زکوۃ کی اہمیت اور فضیلت کے بارے میں یہاں ہم رسول اللہ ﷺ کی صرف ایک حدیث اور درج کرتے ہیں حدیث کی مشہور کی کتاب اَبوداوٗد شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

> ''تین باتیں ہیں جس شخص نے اِن کو اختیار کر لیا اُس نے اِیمان کا مزہ پالیا۔ایک یہ کہ صرف اللہ کی عبادت کرے۔اور دُوسرے یہ کہ لا الہ اِلا اللہ پر اُس کا سچا اِیمان و اِعتقاد ہو اور تیسرے یہ کہ ہر سال دِل کی پوری خوشی سے اپنے مال کی زکوۃ اَدا کرے (تو جس کو یہ تین باتیں حاصل ہو جائیں گی اُس کو اِیمان کی لذت اور چاشنی حاصل ہو جائے گی)۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِیمان کا ذائقہ اور اُس کی لذت نصیب فرمائے ،آمین۔

زکوۃ اور صدقات کے بعض دُنیوی فائدے :

زکوۃ اور صدقات کا جو ثواب اور جو اِنعام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں ملے گا اُس کے علاوہ اِس دُنیوی زندگی میں بھی اِس سے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ یہ زکوۃ اور صدقات اَدا کرنے والے مومن کا دِل بڑا خوش اور مطمئن رہتا ہے۔غریبوں کو اِس پر حسد نہیں ہوتا بلکہ وہ اِس کی بہتری چاہتے ہیں اُس کے لیے دُعائیں کرتے ہیں اور اُس کی طرف محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔عام دُنیا کی نظروں میں بھی ایسے شخص کی بڑی وقعت ہوتی ہے اور سب لوگوں کی محبت و ہمدردی ایسے شخص کو

حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے مال میں بڑی برکتیں دیتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے فرزند آدم ! تو (میرے غریب اور حاجتمند بندوں پر اور نیکی کے دُوسرے کاموں میں) میرا دیا ہوا مال خرچ کیے جا، میں تجھ کو برابر دیتا رہوں گا۔''

ایک دُوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''میں اِس پر قسم کھا سکتا ہوں کہ صدقہ کرنے کی وجہ سے (یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی وجہ سے) کوئی شخص غریب اور مفلس نہ ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ ہم کو رسول اللہ ﷺ کے اِن اِرشادات پر حقیقی اِیمان و یقین نصیب فرمائے اور ذوق و شوق کے ساتھ عمل کی توفیق دے۔ (جاری ہے)

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

قسط : ۳

قصص القرآن للاطفال

پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے

﴿ الشیخ مصطفٰی وہبہ، مترجم مفتی سیّد عبد العظیم صاحب ترمذی ﴾

﴿ قومِ عاد کا قصہ ﴾

قومِ عاد کا قصہ اُن اَقوام میں سے ہے جنہوں نے زمانہ قدیم میں جزیرہ نما عرب کو اَپنا وطن بنایا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اِن پر بیشمار اِنعامات فرمائے، مال اور اَولاد کی کثرت عطا کی، نہ ختم ہونے والے طاقت کے اَسباب سے نوازا اور اِس کے ساتھ ساتھ علم کے نور سے بھی مزین فرمایا۔ اِن نعمتوں کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ اِن نعمتوں کا شکر اَدا کرتے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے لیکن اُنہوں نے نافرمانی کی روِش اِختیار کی، کفر، سرکشی اور تکبر میں آگے ہی بڑھتے گئے، اُن کا یہ کہنا تھا ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے ؟ وہ اِس بات کو بھول گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ اُن سے زیادہ طاقتور ہے جس نے اُنہیں پیدا فرمایا ہے۔

اُنہوں نے مضبوط اور بلند قلعوں میں سکونت اِختیار کر رکھی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ فن اور قوت پر خوش تھے اُن کا گمان تھا کہ وہ اِن قلعوں اور عمارتوں میں ہمیشہ رہیں گے وہ اِس حقیقت سے غافل تھے کہ ہر تعمیر ایک دِن زوال پزیر ہوگی۔ اُن کا عقلی بگاڑ روز بروز بڑھتا گیا اور اُن کے اِعتقادات فاسد ہونے لگے حتی کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے اور حساب و کتاب کا اِنکار کرنے لگے۔ کہنے لگے :

﴿ مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ﴾

جب اُن کے کفر اور نافرمانی میں مزید ترقی ہوئی تو اُنہوں نے بتوں کو اَپنا معبود بنا لیا۔ یہ اُن

کی عبادت کرتے اور اُن کا قرب تلاش کرتے حالانکہ بت نہ تو نفع اور نہ نقصان کے مالک ہیں اور نہ ہی زندگی اور موت اُن کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ سبحانہ' وتعالیٰ کی سنت یہ رہی ہے کہ جب تک کسی قوم میں رسول مبعوث نہ فرمائیں اُس وقت تک اُنہیں عذاب نہیں دیتے۔

﴿ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴾ (سُورۂ بنی اسرائیل : ۱۵)

''اور ہم نہیں ڈالتے بلا جب تک نہ بھیجے کوئی رسول۔''

اِس لیے اللہ سبحانہ' وتعالیٰ نے قومِ عاد میں حضرت ہود علیہ السلام کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ وہ اُنہیں تَبْشِیْر وَ تَنْذِیْر کریں۔ صراطِ مستقیم کی طرف اُن کی رہنمائی کریں اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی طرف بلائیں۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو رُشد و ہدایت کی دعوت دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا :

﴿ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ o فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴾ (سُورۃ الشعراء : ۱۰۷، ۱۰۸)

''میں تمہارے واسطے پیغام لانے والا ہوں معتبر۔ سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو۔''

آپ نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں یاد دلائیں لیکن آپ کی قوم نے آپ کی بات نہ مانی بلکہ کہنے لگے :

﴿ اِنَّا لَنَرٰكَ فِىْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴾ (سُورۃ الا عراف : ۶۶)

''ہم تو دیکھتے ہیں کہ تجھ کو عقل نہیں اور ہم تو تجھ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں۔''

جواب میں حضرت ہود علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا :

﴿ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِىْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ o اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴾ (سُورۃ الاعراف : ۶۷، ۶۸)

''اے میری قوم میں کچھ بے عقل نہیں لیکن میں بھیجا ہوا ہوں پروردگارِ عالم کا، پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے رب کے اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں اِطمینان کے لائق۔''

چونکہ تمام اَنبیاء صبر سے آراستہ ہوتے ہیں اور نا اُمید نہیں ہوتے اِس لیے حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اُن کی اِیذاء رسانیوں پر تحمل کا مظاہرہ کیا اُن کی باتوں پر صبر کیا کہ ہوسکتا ہے اُن کے دِل میری بات کی طرف متوجہ اور اُن کے کان میرے وعظ و نصیحت کی طرف مائل ہوجائیں اور اِس طرح وہ راہِ راست پر آجائیں گے لیکن آپ کی قوم اپنے کفر و عناد پر ڈَٹی رہی اور حضرت ہود علیہ السلام سے کہنے لگے :

﴿ یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِیْ اٰلِھَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴾ (سُورہ ہود : ۵۳)

''اے ہود ! تو ہمارے پاس کوئی سند لے کر نہیں آیا اور ہم نہیں چھوڑنے والے اپنے ٹھاکروں (معبودوں) کو تیرے کہنے سے اور ہم نہیں تجھ کو ماننے والے۔''

اور جب حضرت ہود علیہ السلام نے اُن سے کہا :

﴿ اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴾ (سُورۃ الاعراف : ۵۹)

''میں خوف کرتا ہوں تم پر ایک بڑے دِن کے عذاب سے۔''

تو اُنہوں نے جواب میں کہا :

﴿ اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآءُ نَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴾ (سُورۃ الاعراف : ۷۰)

''تُو اِس واسطے ہمارے پاس آیا کہ ہم بندگی کریں اللہ اکیلے کی اور چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے، پس تو لے آ ہمارے پاس جس چیز سے تو ہم کو ڈراتا ہے اگر تو سچا ہے۔''

اَب اُن کا غرور اور تکبر اِنتہا کو پہنچ چکا تھا حضرت ہود علیہ السلام نے اُن کو ڈراتے ہوئے کہا :

﴿ قَدْ وَقَعَ عَلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَاٰبَآءُ كُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴾ (سُورۃ الاعراف : ۷۱)

''تم پر واقع ہو چکا ہے تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غصہ، کیوں جھگڑتے ہو مجھ سے اِن ناموں پر کہ رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے، نہیں اُتاری اللہ نے اِن کی کوئی سند، سو منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔''

چنانچہ عذابِ اِلٰہی کی اِبتداء ہوئی اور بارش بند ہوگئی چنانچہ کھیتیاں خشک ہوگئیں حتی کہ دُودھ بھی خشک ہوگیا اور وہ سخت قحط میں مبتلا ہوگئے حتی کہ وہ جب ایک دِن اپنے ستونوں والے محلات سے نکل کر کھلی فضا میں فریاد کناں ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے کہ شاید بادل آئے اور نوید سنائے۔ چند ہی لمحوں میں اُنہوں نے آسمان پر سیاہ بادل کو حرکت کرتے ہوئے اور اپنی طرف آتے دیکھا۔ بادل کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے اور خوشی سے چلانے لگے، اُن کا خیال تھا کہ ابھی موسلا دھار بارش ہوگی اور اُن کا قحط ختم ہوجائے گا لیکن اُن کی خوشی جلد ہی ختم ہوگئی اِس لیے کہ وہ حقیقت میں بادل نہ تھا بلکہ وہ ایک تیز ہوا تھی جو اُن پر سات راتیں اور آٹھ دِن چلتی رہی جس نے اُنہیں اور اُن کی تمام مملوکہ اَشیا کو ہلاک کردیا اور کسی ایک کو بھی زِندہ نہ چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام اور اہلِ اِیمان کو نجات عطا فرمائی۔ اِرشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿ فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰی اِلَّا مَسٰکِنُھُمْ ﴾ (سُورۃ الاحقاف : ۲۵)

''پھر کل کو رہ گئے کہ کوئی نظر نہیں آتا تھا سوائے اُن کے گھروں کے۔''

وہ تکبر میں مبتلا تھے اِسی لیے اُن کی قوت نے اُنہیں ہلاک کردیا۔ وہ تو یہ سمجھتے تھے کہ وہ ستونوں والے محلات میں ہمیشہ رہیں گے لیکن وہ اِس بات کو بھول گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ زبردست قوت والا ہے وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے کیونکہ اُسے زندگی موت اور عذاب پر مکمل قدرت حاصل ہے۔ (جاری ہے)

قسط : ۴

تعلیم النساء

﴿ اَز اِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانوی ؒ ﴾

ناولیں اَخبار اور اِدھر اُدھر کی کتابیں پڑھنا :

بعض لوگ عورتوں کو ناول اور فحش قصوں کی کتابیں پڑھاتے ہیں یا پڑھنے کی اِجازت دیتے ہیں اِس سے جس قدر فتنہ برپا ہوتا ہے حیاداروں پر مخفی نہیں۔(اَلتبلیغ ج ۱۴ ص ۱۳۴)

عورتوں کو اگر تعلیم دی جائے تو سب سے پہلے ناولوں اور خراب قصوں کا داخلہ اپنے گھر میں بند کرو، اِن ناولوں کی بدولت شریف گھرانوں میں بڑے بڑے قصے ہو چکے ہیں۔(التبلیغ ۸۲/۲۱)

(آج کل عورتیں) کرتی یہ ہیں کہ اُردو کی کتابیں خرید لیں ناول خرید لیے معجزہ آلِ نبی خرید لیا (ایک رسالہ کا نام) خدا جانے یہ کس نے گھڑا ہے، حضرت علیؓ کی اِس میں اِہانت ہے عورتیں شوق سے منگاتی ہیں سمجھتی ہیں کہ اِس میں بڑا ثواب ہے بزرگوں کے قصے ہیں اور بہت سے اِس قسم کے قصے ہیں ساپن نامہ، درخت کا معجزہ ایک چہل رسالہ چھپا ہے اِس میں بیہودہ قصے ہیں اور پھر تعریف یہ کہ بعض قصوں کی نسبت لکھ دیا ہے کہ جو اِن قصوں کو پڑھے گا اُس پر دوزخ حرام ہو جائے گی۔(حقوق الزوجین)

بس عورتوں کو دین تو پڑھائیں مگر جغرافیہ فلسفہ ہرگز نہ پڑھائیں باقی اَخبار اور ناول پڑھانا تو عورتوں کے لیے زہر قاتل ہے نہایت سخت مضر ہے اِس سے بعض دفعہ عورتوں کی آبرو برباد ہو جاتی ہے اَب تو غضب یہ ہے کہ عورتیں ناول پڑھتی ہیں جس سے اَخلاق بہت ہی خراب ہو جاتے ہیں۔ اِن ناولوں کی بدولت شرفاء کے گھروں میں بھی بڑے بڑے شرمناک واقعات ہو چکے ہیں مگر اَب بھی اُن کی آنکھیں نہیں کھلتیں، میں کہتا ہوں کہ اِن ناولوں سے تو وہ پرانی کتابیں قصہ گل بکاؤلی و چہار دُرویش وغیرہ کتابیں جن میں فرضی قصے کہانیاں ہیں وہ غنیمت ہیں، اگرچہ میں اُن کے دیکھنے سے بھی سختی سے

منع کرتا ہوں مگر واللہ ! اِن ناولوں سے وہ ہزار درجہ بہتر ہیں۔ اِن کے برابر وہ اَخلاق کو خراب نہیں کرتیں، قصے گو اُن میں بھی خرافات ہیں مگر اِختلاط کی تدبیریں اور وصول اِلی المقصود کے حیلے اُن میں ایسے ہیں جو نہایت دُشوار ہیں مثلاً شہزادہ کا گُل بکاؤلی کے باغ میں پہنچنا کیسے ہوا کہ راستہ میں ایک دیو مِلا اُس کو اُس نے ماموں بنایا اُس کو رحم آیا اور اُس نے اُس کو باغ میں پہنچا دیا اِسی طرح اور بھی تمام صورتیں ہیں جو اِنسان کے قبضہ میں نہیں خدا ہی چاہے تو اِن طریقوں سے مقصود میسر آ سکتا ہے۔

اور اِن کمبخت ناولوں میں تو ایسی سہل ترکیبیں لکھی ہیں کہ جن سے ہر شخص کام لے سکتا ہے مثلاً یہ کہ عاشق نے کسی جلاہن یا کسی نائن کو لالچ دیا کہ میں تجھ کو اِتنے روپیہ دُوں گا فلاں لڑکی سے مجھے مِلا دے، اَب یہ ترکیب ایسی آسان ہے کہ جس کے پاس روپیہ ہو وہ اِس سے باآسانی کام نکال سکتا ہے کیونکہ ایسی عورتیں بہت جلد لالچ میں آجاتی ہیں، نہ اُن میں دین ہے نہ حیا، نہ کسی کی آبرو کا اُن کو خیال، اِن کے ذریعہ سے گھروں میں کچھ واقعات ہو جانا بڑی بات نہیں اِس لیے میں اِن ناولوں کو گل بکاؤلی وغیرہ سے بھی بدتر جانتا ہوں۔

خدا کے واسطے اپنی عورتوں کو اِن ناپاک کتابوں سے بچاؤ اور ناول وغیرہ کو ہرگز اپنے گھر میں نہ گھسنے دو اگر کہیں نظر پڑ جائے تو فورًا جلا دو، یہ نہایت سخت مضر ہے، اِس سے بعض دفعہ عورتوں کی آبرو برباد ہو جاتی ہے۔ (حقوق الزوجین)

لڑکیوں کے لیے شعر وشاعری اور نظمیں پڑھنا :

بعض عورتیں نعت کی کتابیں منگاتی ہیں اور اُن میں کہیں خود حضور ﷺ کی شان میں گستاخی ہوتی ہے، کہیں حق تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہوتی ہے، اِن کتابوں میں بہت سے اَشعار خلافِ شریعت ہوتے ہیں جن کا پڑھنا بھی جائز نہیں۔ (حقوق الزوجین)

بعض جگہ ہم نے دیکھا ہے کہ لڑکیوں کو اَشعار یاد کرائے جاتے ہیں وہ اُن کو گاتی ہیں۔ وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ تصوف کے اَشعار ہیں اِن سے اَخلاق کی دُرستی ہے، شعر اَشعار کا پڑھنا عورتوں کے لیے

ٹھیک نہیں بلکہ فتنہ ہے۔(اَلتبلیغ ج ۷ ص ۸۲)

اَجنبی عورت یا اَمرد مشتہی سے گانا سننا یہ بھی ایک قسم کی بدکاری ہے حتی کہ اگر کسی لڑکے کی آواز سننے میں نفس کی شرارت ہو تو اُس سے قرآن سننا بھی جائز نہیں۔(دعواتِ عبدیت ج ۱ ص ۱۲۹)

لڑکیوں و عورتوں کو لکھنا سکھانا :

رہا لکھنا (سکھانا) تو یہ نہ واجب ہے نہ حرام ہے، اِس کو لڑکیوں کی حالت دیکھ کر تجویز کیا جائے جس لڑکی میں بے باکی نہ معلوم ہو جھینپ اور حیا و شرم ہو اُس کو لکھنا سکھا دو اِس میں کچھ مضائقہ نہیں، ضروریاتِ زندگی کے لیے اِس کی بھی حاجت پیش آتی ہے۔ اور جس میں بے باکی اور آزادی ہو اور خرابی کا اَندیشہ ہو تو نہ سکھاؤ کیونکہ مفاسد سے بچنا جلبِ مصالحِ غیر واجب سے (ایسے منافع جو واجب نہ ہوں) اہم ہے، ایسی حالت میں لکھنا نہ سکھائیں اور نہ خود لکھنے دیں۔ اور یہی فیصلہ ہے عقلاء کے اِختلاف کا کہ لکھنا عورت کے لیے کیسا ہے۔(اِصلاحِ اِنقلاب ۱/۳/۲۷، اَلتبلیغ ۱۴/۲۳۱)

ضروری اِحتیاط اور ہدایات :

اور سکھلانے کے بعد بھی بڑی اِحتیاط کی ضرورت ہے مثلاً ایک اِحتیاط یہ کی جائے کہ لڑکیوں کو منع کیا جائے کہ کسی عورت کے خاوند کے نام اِس عورت کی طرف سے بھی خط نہ لکھیں بعض لوگ طرزِ تحریر سے معلوم کر لیتے ہیں کہ لکھنے والی عورت ہے اور طرزِ تحریر ہی سے اُس کی طبیعت کا اَندازہ کر لیتے ہیں پھر بعض لکھنے والی کی طرف میلان ہو جاتا ہے، جب سفر سے آتے ہیں تو خط لکھنے والی کے لیے بھی ہدایا اور تحائف لاتے ہیں اور اِس طرح میل جول پیدا کر کے فتنہ کھڑا کر دیتے ہیں۔

نیز لڑکیوں کو یہ بھی تاکید کر دیں کہ جو خط لکھیں اُسے اپنے گھر کے مردوں کو دِکھلا دیا کریں تاکہ اُن کے دِل میں کسی طرح کا اور وہم نہ پیدا ہو، ایک بات یہ بھی ہے کہ لفافہ پر پتہ عورتیں اپنے قلم سے نہ لکھیں بلکہ مردوں سے لکھوایا کریں کیونکہ بعض دفعہ ٹکٹ میلا ہو جانے کی وجہ سے کبھی سرکاری مقدمہ قائم ہو جاتا ہے تو عورتوں پر دَار و گیر نہ ہو، ایک جگہ ایسا قصہ ہو چکا ہے۔(اَلتبلیغ ۱۴/۲۳۳)

عورتوں کو لکھنا سکھانے میں اِفراط و تفریط :

آج کل بعض لوگ کتابت تو عورتوں کے لیے مطلقاً حرام سمجھتے ہیں، یہ بھی غلو ہے اور بعض نے اِس کو اِتنا جائز کر دیا کہ اَخباروں میں عورتوں کے مضامین چھپتے ہیں جس میں صاحبِ مضمون کا پورا نام اور پتہ درج ہوتا ہے، ہر طرف اِفراط و غلو ہے۔ تنگی کریں گے تو حرام سے اِدھر نہ رہیں گے اور وسعت دیں گے تو پردہ دری سے اُدھر نہ رہیں گے۔ (اِمداد الفتاوی)

لڑکیوں کو آزاد عورت سے تعلیم ہر گز نہ دِلانا چاہیے :

مستورات کو باہر پھرنے والی عورتوں سے بھی بہت بچانا چاہیے خصوصًا شہروں میں جو یہ رواج ہوگیا ہے کہ لڑکیوں کو میمیں گھر پر آکر پڑھاتی ہیں اِس کو سختی سے بند کر دینا چاہیے۔ کانپور میں سنا کرتا تھا کہ آج فلاں عورت بھاگ گئی اور کل فلاں کی بیٹی بھاگ گئی، یہ صرف اِسی کا نتیجہ تھا کہ عورتوں کو پڑھانے کے لیے میمیں گھر پر آتی تھیں تو یہ ہرگز نہ ہونا چاہیے۔ (حقوق الزوجین ص ۳۲)

آدمی اپنی لڑکیوں کو آزاد بے باک عورتوں سے تعلیم دیتے ہیں اور یہ تجربہ ہے کہ ہم صحبت کے اَخلاق و جذبات کا آدمی پر ضرور اَثر ہوتا ہے خاص کر جب وہ شخص ہم صحبت ایسا ہو کہ متبوع اور معظم بھی ہو اور ظاہر ہے کہ اُستاد سے زیادہ اِن خصوصیات کا کون جامع ہوگا تو اِس صورت میں وہ آزادی اور بے باکی اِن لڑکیوں میں بھی آئے گی۔

اور میری رائے میں سب سے بڑھ کر جو (وصف) عورت کا ہے وہ حیا اور اِنقباضِ طبعی ہے، یہی تمام خیر کی مفتاح ہے جب یہ نہ رہا تو پھر اِس سے نہ کوئی خیر متوقع ہے اور نہ کوئی شر مستبعد ہے، ہر چند کہ اِذَا فَاتَكَ الْحَيَاءُ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ عام ہے لیکن میرے نزدیک مَاشِئْتَ کا عموم بہ نسبت مردوں کے عورتوں کے لیے زیادہ ہے اِس لیے کہ مردوں میں پھر بھی عقل کسی قدر مانع ہے اور عورتوں میں اِس کی بھی کمی ہے۔

اِسی طرح اگر اُستانی ایسی نہ ہو لیکن ہم سبق اور ہم مکتب لڑکیاں ایسی ہوں تب بھی اِسی کے قریب مضرتیں واقع ہوں گی۔ (اِصلاحِ اِنقلاب ص ۱۷۲)۔ (جاری ہے)

قسط : ۲۵

سیرت خُلفائے راشدین

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ ﴾

اَمیرالمؤمنین حضرت عثمان بن عفّان ذوالنّورینؓ

نام مبارک آپ کا عثمانؓ اور لقب ذالنورینؓ [۱]۔ نسب آپ کا پانچویں پشت میں رسولِ خدا ﷺ سے ملتا ہے یعنی عبد مناف کے دو فرزندوں میں سے ایک کی اَولاد میں رسولِ خدا ﷺ ہیں اور ایک کی اَولاد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ اور آپ کی والدہ اروٰی رسولِ خدا ﷺ کی پھوپھی اُمِ حکیم بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں، یہ اُمِ حکیم وہی ہیں جو رسولِ خدا ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کے ساتھ توام پیدا ہوئی تھیں، غرضیکہ باپ اور ماں دونوں کی طرف سے بہت قرابت رسولِ خدا ﷺ کے ساتھ رکھتے تھے۔

[۱] یہ لقب اِس سبب سے ہوا کہ رسولِ خدا ﷺ کی دونورِنظر یعنی حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت عثمانؓ کے سوا دُنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔ (تاریخ الخلفاء)

ولادت آپ کی واقعہ فیل کے چھ برس بعد ہوئی۔ حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رہنمائی سے مشرف بہ اِسلام ہوئے۔ حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ سے بہت پہلے اور حضرت اَبوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ایک روز پہلے دولتِ اِیمان حاصل فرمائی۔

قد آپ کا متوسط اور رنگ سفید مائل بہ زردی تھا۔ چہرۂ مبارک پر چیچک کے چند نشانات تھے سینہ کشادہ تھا، داڑھی گھنی تھی، سر میں بال رکھتے تھے، اَخیر عمر میں زرد خضاب بالوں میں لگاتے تھے اور

دانتوں کو سونے کے تار سے بندھوایا تھا۔

قبل اَز اِسلام بھی قریش میں بڑی عزت اِن کی تھی اور بڑے صاحبِ حیا اور بڑے سخی تھے۔

رسولِ خدا ﷺ کے داماد تھے دو صاحبزادیاں آپ ﷺ کی یکے بعد دیگرے اِن کے نکاح میں آئیں، پہلے حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح ہوا جب غزوۂ بدر کے موقع پر اِن کی وفات ہوگئی تو پھر اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا آپ کی زوجیت میں آئیں جنہوں نے ۹ھ میں وفات پائی۔

حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کے لیے منتخب کیے گئے اور بارہ دِن کم بارہ سال مسندِ خلافت کو رونق دینے کے بعد ۱۸؍ ذی الحجہ ۳۵ھ کو بڑی مظلومیت کے ساتھ باغیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور مقام حش کوکب میں دفن کیے گئے۔

یہ پہلا واقعہ تھا کہ مسلمان کی تلوار مسلمان پر چلی اور پہلا فتنہ تھا جو اِس اُمت میں برپا ہوا جس نے برکاتِ نبوت کا سلسلہ کاٹ دیا اور اِسلامی فتوحات کا دروازہ بند کردیا۔ مسلمانوں کی تلوار جو کافروں پر چلی تھی اَب آپس ہی میں چلنے لگی۔

مختصر حالات قبل اِسلام :

خاندانِ قریش کے باعزت لوگوں میں سے تھے اپنی ثروت اور سخاوت کی وجہ سے کافی شہرت حاصل کی تھی۔ حیائی صفت میں آپ بے مثل تھے گھر کے اَندر سبھی دروازے بند کر کے نہانے کے لیے کپڑے اُتارتے تھے تو کبھی کھڑے نہ ہوتے تھے۔ قبل اِسلام بھی بت پرستی نہیں کی اور شراب نہیں پی، اِس صفت میں یہ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ دونوں ممتاز تھے۔

مختصر حالات بعد اِسلام :

☆ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی رہنمائی سے یہ مشرف بہ اِسلام ہوئے اور اِن کے مسلمان ہوجانے کا علم کفارِ قریش کو ہوا تو بڑی اِیذائیں دیں۔ ایک روز اِن کے چچا حکم بن عاص نے اِن کو پکڑ کر رسی سے مضبوط باندھا اور کہا کہ تم نے اپنے باپ دادا کا دین ترک کر کے نیا دین اِختیار کیا ہے، اللہ کی قسم

میں تم کو نہ کھولوں گا یہاں تک کہ تم اِس نئے دین کو ترک نہ کردو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں دینِ اِسلام کبھی ترک نہ کروں گا۔ آخر ظالم اپنے ظلم سے عاجز آگئے اور اُن کو رہائی ملی۔ (تاریخ الخلفاء)

☆ مسلمان ہوتے ہی رسولِ خدا ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اِن کے ساتھ کردیا اور جب کفارِ مکہ نے مسلمانوں کی اِیذا رسانی پر کمر باندھی تو یہ مع حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کے ہجرت کر کے ملکِ حبش چلے گئے۔ رسولِ خدا ﷺ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے بعد حضرت اِبراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کے مع اپنے اہلِ بیت کے ہجرت کی۔ جب رسولِ خدا ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت عثمان فی الفور حبش سے واپس ہو کر مدینہ پہنچ گئے غزوۂ بدر اِن کی موجودگی میں پیش آیا، ہاں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کی واپسی حبش سے دیر میں ہوئی، یہ غزوہ خیبر کے بعد مدینہ پہنچے۔

☆ جب حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوگئی تو رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہے کہ اِس کی بہن اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح کردُوں پھر جب حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا میری اور کوئی بیٹی باقی ہوتی تو اُس کا نکاح بھی عثمان (رضی اللہ عنہ) سے کردیتا۔

☆ مالی خدمتیں رسولِ ﷺ کی بہت کیں اور بڑی اچھی دُعائیں رسولِ خدا ﷺ کی حاصل کیں۔ اَزاں جملہ غزوۂ تبوک میں علاوہ اُس کے جو سامان جہاد کے لیے دیا رسولِ خدا ﷺ اور آپ کے اصحابؓ کے لیے کھانے کا سامان بھی حاضر کیا جو کئی اُونٹوں پر لدا ہوا تھا۔ اُس وقت رسولِ خدا ﷺ نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر تین مرتبہ فرمایا کہ یا اللہ ! میں عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی راضی رہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم بھی عثمانؓ کے لیے دُعا کرو چنانچہ رسولِ خدا ﷺ کے ساتھ سب نے دُعا مانگی۔

اَزاں جملہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے گھر چار دِن کے لیے پے دَر پے فاقے پیش آگئے

اور آپ ﷺ کی اور اہلِ بیت کی بوجہ ضعف کے عجب حالت ہوگئی حضرت عثمانؓ کو اِس کی خبر ہوئی تو اِنہوں نے کئی بورے آٹے کے اور کئی بورے گیہوں کے اور کئی بورے چھواروں کے اور ایک بکری کا گوشت اور تین سو روپے بھیجے اور اِس کے ساتھ یہ بھی کہلا بھیجا کہ اِس کے پکانے میں دیر ہوگی لہٰذا پکا ہوا کھانا بھی بھیجتا ہوں چنانچہ بہت سی روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت تیار کرا کر بھیجا۔ اُس وقت بھی رسولِ خدا ﷺ نے اُن کو ایسی ہی دُعائیں دیں۔ اِس قسم کی خدمات وقتاً فوقتاً اِن سے ظہور میں آتی رہیں۔

☆ ایک مدت تک کتابت وحی کی خدمت اِن کے سپرد رہی اور یہ یہ وہ خدمت تھی جس کے اَنجام دینے والوں کی تعریف قرآن شریف میں آئی ہے کتابتِ وحی کے علاوہ آنحضرت ﷺ کے نجی خطوط کا لکھنا بھی اِن کے متعلق تھا۔

☆ تمام اَعمالِ صالحہ میں آپ کو منجانب اللہ عظیم الشان توفیق عطا ہوئی تھی ، نمازِ تہجد کی یہ حالت تھی کہ رات کو بہت تھوڑی دیر سوتے تھے اور قریب قریب پوری رات نماز میں صرف ہوتی تھی، نمازِ تہجد میں روزنہ ایک ختم قرآن کا معمول تھا۔

صائم الدہر تھے، سوائے اَیامِ ممنوعہ کے کسی دِن روزہ ناغہ نہ ہوتا تھا جس روز شہید ہوئے تھے اُس دِن بھی روزہ سے تھے۔

صدقہ دینے اور خیرات کرنے میں گویا تیز آندھی تھے، ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنے کا معمول تھا اور اگر کسی جمعہ کو غلام نہ ملتا تو دُوسرے جمعہ کو دو آزاد کرتے، آپ کی سخاوت و خیرات کے عجیب عجیب واقعات منقول ہیں۔

اَزاں جملہ یہ کہ ایک مرتبہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سخت قحط پڑا، لوگ بہت پریشان تھے، ایک روز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج شام تک اللہ تمہاری پریشانی دُور کر دے گا چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار اُونٹ غلہ کے آئے اور مدینہ کے تاجر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس خریداری کے لیے پہنچے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اچھا ملکِ شام کی خریداری پر تم لوگ کس قدر نفع دو گے، تاجروں نے کہا دس روپے پر بارہ روپے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا

کہ مجھے اِس سے بھی زیادہ ملتا ہے آخر ہوتے ہوتے اُن تاجروں نے کہا کہ جو مال آپ نے دس روپے میں خریدا ہے اُس کی قیمت ہم پندرہ روپے دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اِس سے بھی زیادہ ملتا ہے۔ تاجروں نے کہا وہ زیادہ دینے والا کون ہے ؟ مدینہ کے تاجر تو ہم ہی لوگ ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ایک روپیہ مال کی قیمت دس روپے مِل رہی ہے کیا تم اِس سے زیادہ دے سکتے ہو ؟ تاجروں نے اِنکار کر دیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ سب غلہ خدا کی راہ میں فقرائے مدینہ کو دے دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اُس روز رات کو میں نے رسولِ خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایک سفید رنگ کے ترکی گھوڑے پر سوار ہیں اور ایک نور کا لباس زیبِ تن ہے اور کہیں جانے کی عجلت فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، مجھے آپ کی زیارت کا بڑا اِشتیاق تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اِس وقت مجھے جانے کی جلدی ہے اِس لیے کہ عثمانؓ نے ایک ہزار اُونٹ غلہ کے خیرات کیے ہیں اور خدا نے قبول فرمایا لیا ہے۔ اِسی صلے میں جنت کی ایک حور سے اُن کا نکاح ہو رہا ہے مجھے اُن کی محفلِ عروسی میں شریک ہونا ہے۔

☆ حج و عمرے بھی بکثرت اَدا فرمائے اور صلہ رحم کی صفت میں تو شاید ہی کوئی اُن کا مثل ہو۔

☆ جب رسول خدا ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو میٹھے پانی کی آپ کو اور آپ کے اَصحاب کو بڑی تکلیف تھی، صرف ایک میٹھا کنواں تھا جس کا نام رُومہ تھا وہ ایک یہودی کے قبضہ میں تھا، وہ اُس کا پانی جس قیمت پر چاہتا تھا بیچتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اِس کنویں کو خرید کر اللہ کی راہ میں وقف کر دے اُس کو جنت ملے گی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُس کنویں کو خرید کر وقف کر دیا۔

☆ مسجدِ نبوی پہلے بہت چھوٹی تھی ایک زمین اُس کے قریب بِک رہی تھی رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اِس زمین کو خرید کر کے میری مسجد میں شامل کر دے اُس کو جنت ملے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار یا پچیس ہزار روپے میں وہ زمین خرید کر مسجدِ اَقدس میں شامل کر دی۔

☆ جب ہجرت کے بعد غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو بدر سے لے کر تبوک تک تمام غزوات میں شریک رہے۔

غزوۂ بدر جب پیش آیا تو حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا بہت بیمار تھیں رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ اے عثمان! تم رُقیہ کی تیمارداری کرو، تم کو شرکتِ بدر کا ثواب ملے گا چنانچہ یہ نہیں گئے اور تیمارداری میں مشغول رہے رسولِ خدا ﷺ نے اِن کو بدریوں میں شمار فرمایا اور بدر کے مالِ غنیمت سے اِن کو حصہ بھی دیا۔

اُحد کی لڑائی میں جب رسولِ خدا ﷺ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی اور صحابہ کرامؓ میں ایک نہایت بے چینی اور سراسیمگی پیدا ہوئی اور اِس پریشانی اور بدحواسی میں بعض لوگ میدانِ جنگ سے ہٹ گئے، بعض روایات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام بھی اُن ہٹ جانے والوں میں لیا گیا ہے اگرچہ اِس ہٹ جانے پر کوئی ملامت نہیں ہوسکتی۔

اَوّل اِس وجہ سے کہ رسولِ خدا ﷺ کی شہادت کی خبر سے سراسیمہ ہو کر ہٹے تھے۔

دوم اِس وجہ سے کہ اُن ہٹ جانے والوں کے حق میں صاف طور پر قرآن شریف میں وارِد کیا گیا ہے ﴿وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ (تحقیق اللہ نے اُن کو معاف کردیا) لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسے جلیل الشان عظیم المناقب صحابی کے متعلق کسی قابلِ اعتراض بات کا ثبوت کسی معمولی روایت سے جو اَخبارِ آحاد کی حیثیت رکھتی ہو، ہرگز نہیں ہوسکتا لہٰذا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اُحد میں میدانِ جنگ سے ہٹ جانا قابلِ تسلیم نہیں ہے۔

حدیبیہ :

حدیبیہ میں رسولِ خدا ﷺ نے اِن کو اپنی طرف سے منصبِ سفارت پر مقرر کر کے مکہ بھیجا، کفارِ مکہ نے اِن کو قید کرلیا، رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان شہید کردیے گئے آپ ﷺ کو بڑا صدمہ ہوا اور اِنتقام کے لیے آپ ﷺ نے صحابہؓ سے موت کی بیعت لی، اِثنائے بیعت میں خبر ملی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زِندہ ہیں مگر قید ہیں۔

یہ خبر سن کر آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا اور دُوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے اِسی بیعت کا نام ''بیعتِ رضوان'' ہے حق تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اِس بیعت کے کرنے والوں کے حق میں فرمایا کہ ہم اِن سے راضی ہوگئے۔ حضرت عثمانؓ کا حصہ اِس بیعت میں سب سے زیادہ رہا کیونکہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے رسول کے ہاتھ پر بیعت کی۔

غزوۂ تبوک :

غزوۂ تبوک میں سب سے بڑا کام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اِس غزوہ کے زمانے میں مسلمانوں پر سخت اِفلاس طاری تھا۔ اِسی وجہ سے اِس غزوہ کا نام جَیْشُ الْعُسْرَۃْ رکھا گیا تھا، رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا جو شخص اِس لشکر کا سامان درست کردے اُس کو جنت ملے گی۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا یارسول اللہ! میں ایک سو اُونٹ ساز و سامان سے درست کر کے دُوں گا دوبارہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اِس لشکر کا سامان درست کردے گا اُس کو جنت ملے گی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا یارسول اللہ! میں دوسو اُونٹ دُوں گا۔ تیسری مرتبہ رسولِ خدا ﷺ نے ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے یارسول اللہ میں تین سو اُونٹ دُوں گا۔ چوتھی بار پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو یہ اپنے گھر گئے اور ایک ہزار اَشرفیاں لاکر رسولِ خدا ﷺ کے دامن میں ڈال دیں۔ آنحضرت ﷺ منبر پر کھڑے تھے اور اُن اَشرفیوں کو ایک ہاتھ سے دُوسرے ہاتھ میں ڈالتے تھے اور فرماتے تھے مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیُوْمِ یعنی آج کے بعد عثمان جو چاہیں کریں کوئی کام اُن کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

عدل و اِنصاف اور خوف کی یہ حالت تھی کہ ایک مرتبہ تنبیہًا آپ نے اپنے ایک غلام کا کان مروڑ دیا تھا تو اُس سے فرمایا کہ تم مجھ سے قصاص لے لو تم بھی میرا کان مروڑ دو۔ اُس نے حکم کی تعمیل کے لیے آپ کا کان اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ آپ نے فرمایا زور سے مروڑ میں نے زور سے مروڑا تھا، دُنیا میں قصاص کا ہو جانا آخرت کے قصاص سے بہتر ہے۔ (جاری ہے)

حاصلِ مطالعہ

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

مریض کی عیادت کے آداب :

جب کوئی بیمار ہوجائے تو اُس کی عیادت کو جانا اور اُس کی مزاج پرسی کرنا کارِثواب اور سنت ہے اَلبتہ یہ ضروری ہے کہ شریعت نے عیادت کے جو آداب سکھلائے ہیں اُنہیں ملحوظ رکھا جائے اِسی صورت میں عیادت کرنا باعثِ اَجر و ثواب ہوگا ورنہ نہیں۔

عیادت کے آداب میں سے اَوّل درجہ کا اَدب یہ ہے کہ جس کی بھی عیادت کرے اللہ کی رضا وخوشنودی کے لیے کرے، کوئی دُنیوی مفاد اور ذاتی غرض پیشِ نظر نہ ہو۔

دُوسرا اَدب یہ ہے کہ مریض کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھے بلکہ حال اَحوال معلوم کر کے جلدی اُٹھ جائے۔

تیسرا اَدب یہ ہے کہ مریض کے پاس شور وغوغانہ کیا جائے کہ اِس سے مریض کو تکلیف ہوتی ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث نقل کی گئی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں :

"مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيْفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّةُ الصَّخَبِ فِي الْعِيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ [۱] "

"عیادت کے وقت مریض کے پاس کم بیٹھنا اور شور وغوغانہ کرنا سنت ہے۔"

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے : اَلْعِيَادَةُ فَوَاقَ نَاقَةٍ [۲] عیادت کا اَفضل مرتبہ اُونٹنی کے دو مرتبہ دوھنے کے درمیانی وقفے کے بقدر ہے۔

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضور اَکرم ﷺ نے فرمایا : اَفْضَلُ الْعِيَادَةِ سُرْعَةُ الْقِيَامِ [۳] بہترین عیادت وہی ہے جس میں عیادت کرنے والا جلد اُٹھ کھڑا ہو۔

---

[۱] مُسند رزین بحواله مشکوة ص ۱۳۸ [۲] شعب الایمان للبیهقی بحواله مشکوة ص ۱۳۸

[۳] شعب الایمان للبیهقی بحواله مشکوة ص ۱۳۸

حضرت شیخ الہندؒ اور سنتِ عیادت :

اَکابرِ دیوبند رحمہم اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اِتباع سنت کا خاص ذوق عطا فرمایا تھا وہ ہر ہر موقع پر اِس کا خیال رکھتے تھے۔ حضرت میاں اَصغر حسین صاحبؒ (م:۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء) حضرت شیخ الہندؒ (م:۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) کے اِتباعِ سنت کے واقعات کے ذیل میں یہ واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ

''ایک روز (حضرت شیخ الہندؒ) اَحقر کی عیادت کو تشریف لائے اور صرف مصافحہ کر کے واپس ہونے لگے، میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کو بھی آج ہی حدیث پر عمل کرنا تھا، تبسم فرما کر فوراً پڑھ دیا کہ اَلْعَیَادَۃُ فَوَاقَ نَاقَۃٍ .[۱]

مطلب یہ ہے کہ عیادت میں اِتنی دیر لگانی چاہیے جتنی دیر میں اُونٹنی کا دومرتبہ دُودھ دوہا جاتا ہے۔ اُونٹیوں والے عموماً اُونٹیوں کا دُودھ اِس طرح دوہتے ہیں کہ ایک مرتبہ دُودھ دوہا اور ذرا سی دیر رُک گئے اور اُن کے بچوں کو تھنوں سے لگا دیا تاکہ دُودھ تھنوں میں اچھی طرح اُتر آئے پھر اِس کے بعد بچوں کو ہٹا کر دُودھ دوھنا شروع کر دیتے ہیں، اِس طرح دونوں مرتبہ دُودھ دوہنے کا درمیانی وقفہ بہت تھوڑا سا ہوتا ہے۔ حدیثِ پاک میں عیادت کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ جب کوئی کسی مریض کے پاس جائے تو اُس کے لیے اَفضل ہے کہ وہ مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھے بلکہ اِتنی دیر بیٹھے جتنی دیر اُونٹنی کے دومرتبہ دُودھ دوہنے میں لگتی ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ اِس حدیثِ پاک پر عمل کر رہے تھے اور دُوسروں کو بھی اپنے عمل سے اِس کی دعوت دے رہے تھے۔

عیادت کرنے والوں کے لیے حضرت سَرِی سَقَطیؒ کی دُعا :

بسا اَوقات ایسا ہوتا ہے کہ بیمار آدمی کو عیادت کے لیے آنے والے سے بے تکلفی اور طبعی مناسبت نہیں ہوتی وہ چاہتا ہے کہ عیادت کرنے والا جلدی چلا جائے، اگر ایسا شخص دیر تک بیٹھا رہے تو بیمار کو اِس سے سخت اَذیت ہوتی ہے۔ تاریخ میں ایک واقعہ ملتا ہے جس سے اِس حقیقت کا بخوبی اِظہار

---

[۱] حیاتِ شیخ الہندؒ ص۲۱۳

ہوتا ہے حضرت مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم حضرت سری سقطی رحمہ اللہ (م:۲۵۳ھ) کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں :

''حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا واقعہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو کچھ لوگ عیادت کے لیے آئے۔ اَحادیث کی رُو سے عیادت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ بیمار شخص سے بے تکلف نہ ہوں اُن کو مختصر طور پر بیمار پرسی کرنے کے بعد بیمار کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھنا چاہیے تاکہ اُسے تکلیف نہ ہو لیکن حضرت سقطیؒ کی بیمار پرسی کرنے والے دیر تک اُن کے پاس بیٹھے رہے، تکلف والے اَفراد کے دیر تک بیٹھنے سے بیمار کو طبعی طور پر تکلیف ہوتی ہے، حضرت کو بھی ہوئی، جب کافی دیر گزر گئی تو آنے والوں نے کہا ''دُعا فرما دیجئے'' اِس پر حضرت سقطیؒ نے ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا یا اللہ ! ہمیں عیادت کے آداب سکھا دیجیے۔'' (حلیۃ الاولیاء ۱۰/ ۱۲۲) [1]

عیادت کے لیے آنے والے بہرہ کی حکایت :

آج کل لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ دین و شریعت پر کسی نہ کسی درجے میں عمل کرتے تو ہیں لیکن شریعت کے کہنے کے مطابق عمل کرنے کے بجائے اپنی مرضی اور اپنی طبیعت کے مطابق عمل کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عمل عبادت بننے کے بجائے نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق بن جاتا ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس بات کو سمجھانے کے لیے مثنوی مولانا رُومؒ سے ایک بہرہ کی حکایت نقل کی ہے یہ حکایت چونکہ ہمارے مضمون سے بھی مطابقت رکھتی ہے اِس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اِس موقع پر ذکر کی جائے شاید کوئی اِس سے نصیحت حاصل کرلے اور اپنے اَعمال کی اِصلاح کی کوشش میں لگ جائے۔ ملاحظہ کیجیے حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں :

---

[1] جہانِ دیدہ ص ۲۷

''مولاناؒ نے مثنوی میں ایک بہرہ کی حکایت لکھی ہے کہ وہ اپنے ایک دوست کی عیادت کرنے گیا تھا راستہ میں سوچنے لگا کہ میں تو بہرہ ہوں مجھے دُوسرے کی خصوصاً ضعیف مریض کی بات سنائی نہ دے گی اِس لیے ابھی سے حساب لگالینا چاہیے کہ میں جا کر پہلے کیا کہوں گا وہ اِس کا کیا جواب دے گا پھر مجھ کو اِس کے جواب میں کیا کہنا چاہیے ؟ چنانچہ اُس نے حساب لگایا کہ پہلے میں اِس سے پوچھوں گا کہ مزاج کیسا ہے ؟ وہ کہے گا شکر ہے پہلے سے اَفاقہ ہے۔ میں کہوں گا اَلحمدللہ ! حق تعالیٰ اور زیادہ کرے۔ پھر میں کہوں گا کہ معالجہ کون سے طبیب کا ہے ؟ وہ کہے گا فلاں حکیم صاحب کا، میں کہوں گا سبحان اللہ ! بہت ہی لائق طبیب ہیں بڑی شفقت فرماتے ہیں اِن کا علاج ترک نہ کرنا چاہیے، پھر پوچھوں گا کون سی دوا اِستعمال میں ہے ؟ وہ کسی دوا کا نام لے گا میں کہوں گا خدا اِس کو آپ کی رَگ وپے میں پیوستہ کرے اور خوشگوار فرمائے۔

یہ حساب لگا کر وہ پہنچے۔ بیمار نے جو بہرہ کی صورت دیکھی گھبرا گیا کہ یہ کمبخت کہاں سے آگیا اَب یہ میرا دماغ کھائے گا، اپنی سب کچھ کہہ لے گا میری بات سنے گا نہیں، اَب بہرہ میاں آگے آئے اور مزاج پوچھا کہ اَب طبیعت کیسی ہے ؟ بیمار نے جھلّا کر کہا حال کیا ہوتا مر رہا ہوں۔ آپ نے کہا اَلحمدللہ! خدا اور زیادہ کرے۔ بیمار اور بھی جھلّا گیا پھر پوچھا کون سے حکیم صاحب کا علاج ہے ؟ اُس نے کہا ملک الموت علیہ السلام کا۔ آپ نے کہا سبحان اللہ ! بڑے ہی لائق طبیب ہیں اِن کا علاج کبھی نہ چھوڑیے، ماشاء اللہ بڑے ہی شفیق ہیں اللہ تعالیٰ اُن کا قدم مبارک فرمائے پھر پوچھا کہ آج کل کون سی دوا اِستعمال میں ہے ؟ اُس نے کہا زہر پی رہا ہوں۔ آپ بولے ماشاء اللہ اَنگبین ہے خدا اِس کو آپ کی رَگ رَگ میں پیوستہ کرے اور خوشگوار بنائے۔''

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یہ حکایت بیان فرما کر اِرشاد فرماتے ہیں :

''تو اَب آپ غور کیجئے کہ ایسی عیادت سے کسی کا جی خوش ہو سکتا ہے، ہرگز نہیں مگر وہ بہرہ اپنے دِل میں خوش تھا کہ میں نے اپنے دوست کا حق اَدا کر دیا اِس کی عیادت کر لی اور اُس کا جی خوش کر دیا۔ ڈلے پتھر جی خوش کر دیا وہ تو اُس کی جان کو کوستا ہوگا۔ مولاناؒ فرماتے ہیں بعض لوگ ایسی ہی عبادت کرتے ہیں جیسی اِس شخص نے عیادت کی تھی اور اُن کا اپنی عبادت پر خوش ہونا ایسا ہی ہے جیسا وہ بہرہ اپنی عیادت پر خوش تھا۔'' (وعظ الکمال فی الدین النساء مشمولہ خطبات حکیم الامت ج ۲۰ ص ۸۰)

مجلسِ یادگار شیخ الاسلام پاکستان لاہور

بیاد
شیخ الاسلام حضرۃ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کے زیرِ اہتمام

تیسرا

شیخ الاسلامؒ سیمینار

بمقام: ہمدرد ہال، لٹن روڈ، لاہور بتاریخ: 20/اپریل 2014ء بروز اتوار

زیرِ صدارت: حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب مدظلہم

مہمان خصوصی: حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی صاحب مدظلہم

الداعی الی الخیر: مجلس منتظمہ مجلس یادگار شیخ الاسلامؒ پاکستان، لاہور

برائے رابطہ: 042-37112492 ، 0331-0070580 ، 0333-4432853 ، 0333-4249302

قسط : ۱

فرقہ واریت کیا ہے، کیوں ہے اور سد باب کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا منیر اَحمد صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ اِسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا ﴾

علماءِ دین کو بدنام کرنے ، بے وقعت بنانے اور اُن کے بارے میں عوام الناس میں نفرت پیدا کرنے کے لیے دین اور علمِ دین سے بیزار اِنحرافی طبقہ کی طرف سے مختلف اَدوار میں جو مختلف اَنداز اِختیار کیے جاتے رہے ہیں اُن میں سے مؤثر ترین ہتھیار اُن کے نزدیک ''فرقہ واریت کا پروپیگنڈہ'' ہے چنانچہ علماءِ اِسلام کے متعلق یہ زبان دَرازی اور طعنہ بازی عام ہے کہ علماء فرقہ پرست ہوتے ہیں، علماء کا کام فرقہ واریت ،فرقہ پرستی اور مذہب کے نام پر مسلمانوں کو آپس میں لڑانا اور لڑا کر مختلف گروہوں میں تقسیم کرنا ہے، وہ قوم میں بجائے محبت کے نفرت پیدا کرتے ہیں۔حال میں علماء اِسلام اور مدارس اِسلامیہ کی کردار کشی نیز عوام الناس کو علماء سے متنفر کرنے کے لیے با قاعدہ حکومت کی سرپرستی میں تقریر وتحریر اور ریڈیو ٹی وی کے ذریعے ایک مہم شروع ہے۔اِس کے ساتھ ساتھ عوام کو خوش کرنے اور عوام کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے حکومت اپنی پوری قوت کے ساتھ سختی سے فرقہ واریت ختم کر کے قوم کو متحد کرنے کی نوید بھی سنا رہی ہے۔اِن حالات میں بہت مناسب ہے کہ فرقہ واریت کی حقیقت،فرقہ واریت کے اَسباب اور فرقہ واریت کے سد باب کے عنوان پر کچھ گزارشات و معروضات برادرانِ اِسلام کے گوش گزار کی جائیں۔

دینِ اِسلام :

اَحکامِ شرعیہ کی تین قسمیں ہیں :

(۱) اَحکامِ اِعتقادیہ مثلاً وجود اِلٰہ،توحید اِلٰہی ،نبوت ،ختم نبوت ،قیامت ،صداقتِ قرآن، عدالتِ صحابہ،صحابہ کرام کا معیارِ حق ہونا، اِجماع وقیاس شرعی کا حجتِ شرعیہ ہونا،نزول عیسیٰ وغیرہ۔

(۲) اَحکامِ عملیہ یعنی اِنفرادی و اِجتماعی ،ذاتی وقومی بلکہ بین الاقوامی عملی زندگی کے متعلق اِسلام کے اَحکامات مثلاً نماز، روزہ، حج ،زکوٰۃ، نکاح وطلاق ،تجارت ،شرکت ومضاربت اِجارہ، اعارہ، وکالت ،حلال وحرام ،جہاد ،اَمارتِ اِسلامیہ ،میراث وغیرہ۔غرضیکہ عبادات ،معاملات، حقوق اللہ، حقوق العباد اور نظامِ حکومت کے تمام شعبہ جات کے متعلق اِسلام کے تفصیلی اَحکامات جن کو عملاً اِختیار کیا جاتا ہے۔

(۳) اَحکامِ اَخلاقیہ مثلاً سخاوت، وشرافت، شجاعت، تواضع ،وغیرہ۔

اِن ہی تین قسم کے اَحکام اِسلام کے مجموعہ کا نام دین اِسلام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دیناً قیماً اور دینِ فطرت فرمایا ہے اِسی کے متعلق فرمایا ﴿ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ﴾ (بے شک اللہ کے نزدیک دین اِسلام ہی ہے)اِسی کے متعلق فرمایا ﴿ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ﴾ (آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور میں نے تمہارے لیے اِسلام کو بطورِ دین کے پسند کرلیا) اور اِسی دین اِسلام کے متعلق فرمایا ﴿ ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ﴾ (اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اِس کو تمام اَدیان پر غالب کردے) اور قبر میں اِسی دین کے متعلق سوال ہوگا مَا دِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے ؟ پس جس نے سچے دل سے اللہ کے اِس پسندیدہ دین کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا ہوگا اور دُنیا کے دُوسرے نظاموں پر اِس نظامِ رحمت کی برتری و بالادستی کا عقیدہ رکھا ہوگا وہی جواب دے سکے گا دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ میرا دین اِسلام ہے۔

تدوینِ دین :

قرآنِ کریم پہلے کتابی شکل میں مدون نہیں تھا، سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے خلیفۃ الرسول حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دوران قرآنِ مقدس کو کتابی شکل میں جمع کرایا، یہ جمع شدہ نسخہ اُم المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے پاس

محفوظ رہا تا آنکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ و دیگر اَصحابِ رسول اللہ ﷺ کے مشورہ سے قرآنِ کریم کو لغتِ قریش میں جمع کیا اور اِس لغتِ قریش والے مصحفِ قرآنی کے متعدد نسخے تیار کرا کے پوری اِسلامی سلطنت میں اِس کو عام کیا پھر خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآنِ کریم پر اَعراب اور نقطے لگائے گئے۔ بعد اَزاں مزید آسانی کی خاطر قرآنِ کریم میں وقف کے رموز و علامات کے نشانات وغیرہ لگائے گئے۔ اِسی طرح عہد نبوت و صحابہ میں زیادہ تر حفاظتِ حدیث کا دار و مدار حفظِ حدیث پر تھا اور کتابی سطور کے بجائے اِنسانی صدور کے ذریعے تھا اگرچہ بعض اَصحابِ رسول اللہ ﷺ اور بعض تابعین کے پاس کچھ حدیثوں کے نوشتے تھے لیکن بہت مختصر اور محدود، جب قوتِ حافظہ میں کمی کا خوف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دل میں اَحادیثِ رسول اللہ ﷺ کے منتشر ذخیرہ کو یکجا جمع کرنے کا داعیہ پیدا کر دیا چنانچہ اُنہوں نے اپنی خلافت کے دوران اُستاذ الکل محمد بن مسلم بن شہاب الزہریؒ اور اَبو بکر بن حزمؒ کے ذریعے اَحادیث کو جمع کرایا۔ اِس جمع شدہ ذخیرۂ حدیث پر محدثین حضرات نے مزید تحقیق و تسہیل کا کام کیا جس کے نتیجہ میں مختلف قسم کی کتبِ حدیث وجود میں آگئیں اور ہر قسم کا جدا نام رکھا گیا جیسے جامع سنن، مسند، معجم وغیرہ پس جس طرح قرآن و حدیث پہلے مدون نہ تھا بعد میں مختلف اَدوار میں مرحلہ وار مدون کیے گئے اِسی طرح اَحکامِ شرعیہ یعنی مسائل شرعیہ اور قرآن و حدیث کی توضیح و تشریح کا تعلیم و تعلم عہد نبوت، صحابہ اور اَوائلِ تابعین میں زبانی طور پر تھا۔

سب سے پہلے الامام الاعظم، اِمام الائمہ، المحدث، الفقیہ، اِمام اَبو حنیفہ نعمان بن ثابت (۸۰۔۱۵۰ھ) نے قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ کے ذخیرہ میں منتشرہ اَحکامِ شرعیہ کو جمع کیا بلکہ اِن اَحکامِ منصوصہ کی تہہ میں مستور کلیات کو تلاش کر کے اُن کے ذریعے ممکنہ پیش آمدہ ہزاروں جزئیات کو پیشگی حل کر دیا چنانچہ اُس وقت کی حل کردہ بعض جزئیات ایسی ہیں جو صدیوں کے بعد اَب پیش آرہی ہیں تاہم اُن کا حل پہلے سے موجود ہے یا کم اَز کم اُن کے حل کرنے کے لیے اُصول و نظائر موجود ہیں۔

نیز قرآن و حدیث میں عبارت النص ، دلالۃ النص ، اِشارۃ النص ، اِقتضاء النص کے اُسلوب میں بیان شدہ مسائل کا اِدراک کر کے اُن کو اُجاگر کیا، آپ نے اِس عظیم کام میں یہ اِحتیاط برتی کہ اَحکامِ شریعت کو اِنفرادی طور پر جمع کرنے کے بجائے اپنے ہزاروں شاگردوں میں سے چالیس جید و ماہر ترین شاگردوں کی مجلسِ شورٰی قائم کر کے شورائی طریقہ پر شریعت کے اَحکام منصوصہ وغیر منصوصہ کو جمع کرایا چنانچہ محدثین وفقہاء حضرات نے اِس حقیقت کو تسلیم کیا اور صاف لکھا :

وَاَبُوْ حَنِیْفَةَ مَنْ دَوَّنَ عِلْمَ الشَّرِیْعَةِ وَرَتَّبَهٗ اَبْوَابًا،ثُمَّ تَابَعَهٗ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ فِیْ تَرْتِیْبِ الْمُوَطَّا وَلَمْ یَسْبِقْ اَبَا حَنِیْفَةَ اَحَدٌ لِاَنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِیْنَ لَمْ یَضَعُوْا فِیْ عِلْمِ الشَّرِیْعَةِ اَبْوَابًا مُّبَوَّبَةً وَلَاکُتُبًا مُرَتَّبَةً وَاِنَّمَا کَانُوْا یَعْتَمِدُوْنَ عَلٰی قُوَّةِ حِفْظِهِمْ فَلَمَّا رَاٰی اَبُوْ حَنِیْفَةَ الْعِلْمَ مُنْتَشِرًا وَخَافَ عَلَیْهِ الضِّیَاعَ دَوَّنَهٗ فَجَعَلَهٗ اَبْوَابًا وَبَدَأَ بِالطَّهَارَةِ ثُمَّ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ بِسَائِرِ الْعِبَادَاتِ ثُمَّ الْمُعَامَلَاتِ ثُمَّ خَتَمَ الْکِتَابَ بِالْمَوَارِیْثِ ، وَاِنَّمَا بَدَأَ بِالطَّهَارَةِ وَالصَّلَاةِ لِاَنَّهُمَا اَهَمُّ الْعِبَادَاتِ، وَاِنَّمَا خَتَمَ الْکِتَابَ بِالْمَوَارِیْثِ لِاَنَّهَا آخِرُ اَحْوَالِ النَّاسِ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ وَضَعَ کِتَابَ الْفَرَائِضِ وَکِتَابَ الشُّرُوْطِ .

(تبییض الصحیفہ ص۱۱۶ ،عقود الجمان ص ۱۸۴ ،مناقب موفق ص ۱۳۶ ج۲)

''اِمام اَبوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علمِ شریعت کو مدون کیا اور اَبواب وار مرتب کیا پھر اِمام مالک بن اَنس نے موطا کی ترتیب میں آپ کی موافقت کی، اِمام اَبوحنیفہ سے پہلے کسی نے بھی علم شریعت کو مدون نہیں کیا کیونکہ صحابہ کرامؓ اور تابعین حضرات نے علمِ شریعت کو نہ اَبواب کی صورت میں مدون کیا نہ کتابوں کی شکل میں مرتب کیا وہ صرف اور صرف اپنی قوتِ حافظہ پر اِعتماد کرتے تھے پس اِمام اَبوحنیفہ نے جب دیکھا کہ علم منتشر ہے اور اِس کے ضائع ہونے کا

خطرہ ہے تو اُنہوں نے اَبواب وار علمِ دین کو مدون کیا یعنی پہلے کتاب الطہارۃ پھر کتاب الصلوۃ پھر تمام عبادات ، بعدازاں معاملات پھر کتاب کو مسائلِ وراثت پر ختم کیا۔ طہارۃ وصلاۃ سے اِس لیے آغاز کیا کہ نماز تمام عبادات میں سے اہم ترین عبادت ہے اور مسائلِ وراثت پر اِس وجہ سے ختم کیا کہ وہ اِنسان کے تمام اَحوال میں سے آخری حالت ہے نیز اِمام اَبوحنیفہؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو مدون کیا ہے۔''

پھر اِس اِبتدائی تدوین کے بعد مختلف اَدوار میں اِس پر مزید محنت ہوتی رہی اور ہر دور میں نئے پیش آمدہ مسائل کو اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقرر کردہ اُصول اور حل شدہ فروع کی روشنی میں حل کرنے کا سلسلہ برابر جاری رہا حتی کہ فقہ حنفی کی کتب میں حل شدہ شرعی مسائل کی تعداد قریبًا ساڑھے بارہ لاکھ ہے۔ (مقدمہ البنائیہ)

پھر اِس تدوین کے سلسلہ نے مزید ترقی کی اِس میں مزید وسعت پیدا ہوئی حتی کہ اَحکاماتِ شرعیہ کی مذکورہ بالا تین قسموں کو بڑی تفصیل کے ساتھ علیحدہ علیحدہ جمع کیا گیا جس سے تین علوم شرعیہ وجود میں آگئے۔ اَحکاماتِ شرعیہ اِعتقادیہ کے حل شدہ مجموعہ کا نام ''علم الکلام''، اَحکاماتِ شرعیہ عملیہ کے تشریحی مجموعہ کا نام ''علم الفقہ'' اور اَحکاماتِ شرعیہ اَخلاقیہ کی تفصیلات کا مجموعہ ''علم التصوف'' کے نام سے موسوم ہوا۔

سو اللہ تعالیٰ کی تکوینی حکمت کے تحت دین کے سب اَحکامات اِن تین علوم کی شکل میں پوری تفصیل کے ساتھ مدون ہوگئے ، مدون ہو کر تقریر وتحریر، قلم وزبان، تعلیم وتعلم اور علم وعمل کے ذریعے نسل دَر نسل محفوظ رہے اور محفوظ رہ کر ہر پہلے طبقہ سے بعد والے طبقہ کی طرف منتقل ہوتے رہے اور اِنشاء اللہ العزیز قلت وکثرت کے تفاوت کے ساتھ یہ مبارک سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور اللہ تعالیٰ دین اور خدامِ دین کی حفاظت فرماتے رہیں گے۔ ﴿ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ ﴾ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

فرقہ واریت کیا ہے اور کیوں ہے ؟

پس جیسے قرآنِ کریم عہدِ نبوت میں مدون نہ ہوا تھا بلکہ اُس کی تدوین کا آغاز عہدِ صدیقی میں ہوا پھر مختلف تدوینی مراحل سے گزر کر موجودہ صورت پر پختہ ہوا اور قرآنِ کریم کے اِن مختلف تدوینی اَدوار کے نتیجہ میں مختلف علومِ قرآن وجود میں آ گئے۔ اگرچہ قرآنِ کریم کی تدوین بعد میں ہوئی لیکن پوری اُمتِ مسلمہ کا پختہ اِیمان ہے کہ یہ وہی قرآن ہے جو محمد عربی ﷺ پر نازل ہوا اُس میں ذرّہ برابر تبدیلی نہیں آئی۔ تدوینِ قرآن کا مؤخر ہونا قرآن کو مشکوک نہیں بناتا بلکہ اِس سے قرآنِ کریم کی صداقت میں کوئی اَدنیٰ شک وشبہہ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اِس لیے ملتِ اِسلامیہ نے عہدِ صحابہ وعہدِ تابعین کے مدون شدہ قرآن کو بلا چون وچرا تسلیم کیا ہے اور اِس سے اِنحراف ہی نہیں کیا بلکہ اِس میں تردد وتذبذب کو بھی کفر قرار دیا ہے۔ اِسی طرح تدوینِ حدیث بھی عہدِ تابعین میں شروع ہوئی پھر مختلف اَدوار میں مختلف اَنداز سے تدوینِ حدیث کا عمل جاری رہا تا آنکہ اِس محنت کے نتیجہ میں متعدد علومِ حدیث معرضِ وجود میں آ گئے لیکن تدوینِ حدیث کی تاخیر کی وجہ سے نہ تو اَحادیث رسول اللہ ﷺ کا اِنکار کیا گیا اور نہ ہی اِن میں شک کیا گیا بلکہ اَحادیثِ نبویہ کو قوانینِ شریعت کے لیے دُوسرا ماخذ تسلیم کیا گیا۔ بعینہٖ اِسی طرح علم شریعت یعنی اَحکامِ شرعیہ کی تدوین اگرچہ عہدِ تابعین اور اُس کے مابعد کے اَدوار میں ہوئی ہے لیکن تدوینِ قرآن اور تدوینِ حدیث کی طرح تدوین کی تاخیر اَحکامِ شریعت کے مدونہ توضیحی وتشریحی ورثہ کے تسلیم کرنے میں بھی مانع نہ ہونی چاہیے بلکہ حق وباطل اور راہِ ہدایت وراہِ ضلالت کے تعین میں علمِ شریعت کی اِن توضیحات وتعبیرات کو معیار مان لینا چاہیے کہ ہر فن میں اَناڑی لوگوں کے مقابلہ میں ماہرینِ فن کی تحقیق قابلِ تسلیم اور حرفِ آخر ہوتی ہے اور علم وعقل، حکمت وبصیرت، نورِ فطرت اور فن کی سلامتی کا تقاضا بھی یہی ہے لہٰذا خیر القرون کے ماہرینِ شریعت یعنی مجتہدینِ اِسلام کی تشریح وتعبیر جو علم الکلام، علم الفقہ، علم التصوف کی صورت میں موجود ومحفوظ ہے، اِسی تشریحی وتعبیر کے ساتھ کتاب وسنت کو ماننا اور اُس پر چلنا صراط مستقیم اور سبیل اللہ ہے۔

اِس سے اِنحراف کرکے اَحکامِ شریعت کی خواہشاتی من بھاتی آزادانہ تشریح وتعبیر اِختیار کرنا پھر اِس نئی تشریح کی بنیاد پر نیا مذہب نکالنا فرقہ واریت ہے خواہ اِس کو ''فہم قرآن'' و ''فہم حدیث'' کا نام دیا جائے یا اِسے تحقیق وریسرچ کہا جائے یا اِس پر ''دینِ محمدی'' اور ''سلفی مذہب'' کا پرکشش وپرفریب لیبل چسپاں کیا جائے یہ فرقہ واریت ہے اور فرقہ واریت ہی کہلائے گی کیونکہ عنوان کے بدلنے سے دُوسروں کو دھوکہ تو دیا جا سکتا ہے لیکن حقیقت کو نہیں بدلا جا سکتا۔ بوتل میں قارورہ ڈال کر اُس پر رُوح اَفزا کا لیبل لگا دیا جائے تو قارورہ، قارورہ ہی رہتا ہے رُوح اَفزا نہیں بنتا۔

پس ماہرین شریعت کی دینی تحقیق سے سرکشی ورُوگردانی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی فرقہ واریت کو جو بھی پرکشش عنوان دیا جائے اور فرقہ واریت کے اِس مکروہ چہرہ کو چھپانے کے لیے پرفریب اور حسین تعبیرات کا جو بھی پردہ ڈال دیا جائے پھر بھی فرقہ واریت آخر فرقہ واریت ہی ہے اور دَر حقیقت فرقہ واریت کا ذمہ دار علمبردار یہی اِنحرافی طبقہ ہے اور مسلمہ مجتہدین اُمت کی تحقیقات انیقہ سے اِنحراف اور اُس کے مقابلہ میں اپنا جاہلانہ اِجتہاد فرقہ واریت کا بہت بڑا سبب ہے بلکہ فرقہ واریت کے شجرۂ خبیثہ کی جڑ ہے۔ (جاری ہے)

✿ ✿ ✿

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

قسط : ۱

اِسلامی معاشرت

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

اللہ تعالیٰ نے ظاہری اَسباب میں دُنیا کی بقاء وآبادی کا مدار توالدو تناسل پر رکھا ہے۔ اِسی بناء پر مرد و عورت کی دو اَلگ اَلگ صنفیں بنائی گئیں اور فطرۃً اِن کے درمیان کشش رکھی گئی جس طرح مرد اپنے فطری جذبات کی تسکین کے لیے عورت کی طرف مائل ہوتا ہے اِسی طرح عورت بھی خوابیدہ اُمنگوں کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے کسی نہ کسی مردمی قوت کے سایہ تلے رہنے کی آرزومند ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت اور بے مثال قدرت ہے چنانچہ آیاتِ خداوندی اور اِنعاماتِ اِلٰہیہ گناتے ہوتے قرآنِ کریم میں اِرشاد فرمایا گیا :

﴿ وَمِنْ اٰیَاتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجاً لِّتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ﴾

''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے یہ کہ بنائے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے کہ چین سے رہو اُن کے پاس، اور رکھا تمہارے بیچ میں پیار اور مہربانی۔''

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ مرد کے ساتھ عورت کی پیدائش کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ دونوں قلبی سکون اور اِطمینان حاصل کر سکیں چنانچہ تجربہ ہے کہ جو سکون مرد کو بیوی کے پاس رہ کر حاصل ہوتا ہے، اِسی طرح جو دِلی اِطمینان عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ رہنے میں ہوتا ہے وہ عموماً کہیں اور میسر نہیں ہوتا۔ اَزدواجی تعلقات قائم ہوتے ہی اَلگ اَلگ خاندان اور اَلگ اَلگ علاقوں اور ماحول میں رہنے والے مرد و عورت حیرت اَنگیز طور پر ایک دُوسرے کے محبوب بن جاتے ہیں، زوجین میں پیدا ہونے والی یہ عدیم النظیر محبت و مودّت ہی دراصل عالمی نظام آبادی کو برقرار رکھنے کا سبب ہے ورنہ شاید ہی کوئی عقدِ نکاح پورے طور پر کامیابی سے ہمکنار ہو پاتا۔

ساتھ ہی یہاں قرآنِ کریم کے اسلوب سے اِس حقیقت کا بھی اِظہار ہوتا ہے کہ زوجین کے درمیان اِس ''محبت ورحمت'' کی بنیاد وہ ''رشتۂ زوجیت'' ہے جو اِن کے مابین قائم ہے چنانچہ تجربہ سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اگر مرد وعورت میں یہ رشتہ موجود نہ ہوتو وہ دونوں نہ تو زوجیت جیسا سکون حاصل کرسکتے ہیں اور نہ اُن میں محبت کی پائیداری کا وہ معیار پایا جاسکتا ہے جو واقعتاً زوجین میں ہوتا ہے اِسی لیے آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

لَمْ تَرَ لِلْمُتَحَابَّیْنِ مِثْلَ النِّکَاحِ. (مشکوۃ شریف ۱ / ۲۶۸)

''آپ ناکح ومنکوح جیسے محبت کرنے والے (کہیں اور) نہ دیکھیں گے۔''

نکاح ہی کیوں ضروری ہے ؟

یہاں یہ وہم پیدا ہوسکتا ہے کہ دُنیا کی آبادی نکاح ہی پر کیوں موقوف ہے، یہ ضرورت تو بِلا نکاح بھی پوری ہوسکتی ہے پھر اِسلام نے نکاح ہی کو کیوں متعین کیا ہے ؟

اِس وہم کو دُور کرنے کے لیے درجِ ذیل حقائق کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

(۱) نکاح کے بغیر مرد وعورت میں جو جنسی تعلق قائم ہوتا ہے وہ دیرپا نہیں ہوتا، جوں جوں عمر ڈھلتی ہے اور کشش کے اَسباب کم ہوتے ہیں اُسی رفتار سے محبت کے تاروپود بکھرتے چلے جاتے ہیں جبکہ نکاح کے ذریعہ قائم ہونے والا تعلق وقت کے ساتھ ساتھ گہرا اور پرخلوص ہوتا چلا جاتا ہے۔

(۲) اگر مرد وعورت کو نکاح کی قید سے آزاد کر کے مطلقاً ایک دُوسرے سے خواہشات کی تکمیل کا موقع دیا جائے تو یہ عالم فتنہ وفساد کی آماجگاہ اور قتل وخوں ریزی کا مرکز بن جائے، اِس لیے کہ پسندیدہ مفادات کے ٹکراؤ اور پیدا ہونے والے بچوں پر دعویٰ اِستحقاق ایسے سنگین مسائل ہیں جن سے نپٹنا ناممکن ہے۔

(۳) نکاح کی قید اگر نہ ہوتو نسب کی حفاظت ہرگز نہیں ہوسکتی کیونکہ آزادی کی بنا پر جس بچے پر جو شخص چاہے دعویٰ کرنے کا مجاز ہوگا۔

(۴) نکاح نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کے حقوق کی زبردست پامالی اور اُن کی تربیت میں نہایت کوتاہی ہوتی ہے۔ اِس لیے کہ واقعی باپ معلوم نہ ہونے کی بنا پر کوئی شخص بچے کی کفالت کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

اَلغرض نکاح عالمی معاشرہ کی ایسی بنیادی ضرورت ہے جس سے کسی وقت بھی صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا، اگر نکاح کے بجائے ''اِباحیت'' اور ''جنسی آزادی'' کے نظریہ پر عمل کیا جائے تو عالمی اَمن وسکون تاراج ہوکر رہ جائے گا۔ عرب کا زمانۂ جاہلیت اور اُس میں رائج حیا سوز رسومات اور قتل وغارت گری کے بھیانک مناظر اِسی اِباحیت پسندی کا نتیجہ تھے اور آج یورپ میں جو کچھ ہو رہا ہے اُس نے وہاں کے خاندانی نظام کو پامال کر کے رکھ دیا ہے اور ذہنی سکون سے اِنسان محروم ہوکر رہ گیا ہے۔

زِناکاری کی مذمت :

اِسی بنا پر اِسلام نے عالمی اَمن واَمان کی برقراری اور اِنسان کی اَخلاقی قدروں کی بھرپور حفاظت کے لیے خاص طور پر ''اِباحیت'' یا بالفاظ دیگر ''زِناکاری'' پر روک لگانے کی پوری کوشش کی ہے قرآنِ کریم میں اعلان فرمایا گیا :

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ﴾ (سُورہ بنی اسرائیل : ۳۲)

''اور پاس نہ جاؤ بدکاری کے، وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔''

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ﴾ (سُورۃ الانعام : ۱۵۱)

''اور پاس نہ جاؤ بے حیائی کے کام کے جو ظاہر ہو اُس میں سے اور جو پوشیدہ ہو۔''

اِسی طرح مومنین صالحین کی قرآنِ پاک میں جابجا یہ صفت بیان فرمائی گئی کہ وہ ''زِنا نہیں کرتے۔'' (سورۂ فرقان آیت ۱۶۸) وہ اپنی بیویوں اور باندیوں کے علاوہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (سورۂ مومنون آیت ۵)

نیز اَحادیثِ مبارکہ میں زِنا کو سنگین شرعی جرم کے رُوپ میں پیش کیا گیا حتی کہ ایک حدیث

میں فرمایا گیا کہ "زانی زِنا کرتے وقت مومن ہی نہیں رہتا۔" (مشکوۃ شریف ج ۱ ص ۱۷)

اور آنحضرت ﷺ کو سفرِ معراج میں زانیوں کے عذاب اَلیم کا مشاہدہ کرایا گیا کہ وہ آگ کے تنور میں جل بُھن رہے ہیں۔ (مظاہرِ حق ج ۴ ص ۴۱)

زِنا کی روک تھام :

پھر اِسلام نے زِنا کی روک تھام میں محض زبانی جمع خرچ سے کام نہیں لیا (جیسا کہ آج کل کے نام نہاد مہذب لوگوں کا شیوہ ہے) بلکہ عملی طور پر اِس فاحشہ اور معاشرہ کے ناسور کو ختم کرنے اور بلکہ جڑ سے اُکھیڑ دینے کی جدوجہد کی چنانچہ :

(۱) زِنا کی عبرتناک سزا مقرر کی گئی ہے یعنی اگر مجرم کنوارہ ہے تو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں (سورۂ نور آیت ۲) اور اگر وہ شادی شدہ ہے تو اُسے سنگسار کیا جائے تا آنکہ وہ مرجائے۔ (مشکوۃ شریف ۲/۳۰۹)

اِن عبرتناک اور ناقابلِ معافی سزاؤں پر عمل درآمد کی وجہ سے زِناکاری کا کافی حد تک سدباب ہوجاتا ہے۔

(۲) شریعت میں فواحش کا برسرعام تذکرہ تک ممنوع ہے حتی کہ اگر کوئی شخص بلا تحقیق کسی شخص یا عورت پر زِنا کی تہمت لگائے تو اُس پر ۸۰ کوڑے کی سزا بطور "حدِّ قذف" جاری کی جاتی ہے تاکہ یہ موضوع عوام میں آسانی کے ساتھ بحث کا موضوع نہ بنے۔ اور قذف کے سزاوار کو فاسق قرار دے کر اُس کی گواہی غیر معتبر مانی جاتی ہے (سورہ نور آیت ۴) تاکہ وہ اپنی عزت نفس جاتے رہنے کے خوف سے اِس منکر کا اِرتکاب نہ کرے۔

(۳) فواحش و منکرات کا سب سے بڑا سبب مرد وعورت کے درمیان بے محابا اِختلاط اور بے حجابی ہے۔ شریعت نے اِس دروازہ کو بند کرنے کے لیے اپنے متبعین کو شرعی پردہ کا پابند بنایا ہے اور اِس عمل کو تزکیۂ نفس کا سبب قرار دیا ہے چنانچہ مرد وعورت کو اپنے محارم واَزواج کے علاوہ دیگر اَجنبی

لوگوں سے نگاہیں نیچی رکھنے اور شرمگاہ محفوظ رکھنے کا حکم دیا گیا۔ (سورۂ نور ۳۰، ۳۱) اور مومن عورتوں کو چادریں اَوڑھنے (برقع وغیرہ اَوڑھ کر پردہ کرنے) کی ہدایت دی گئی ہے۔ (سورۂ الاحزاب ۵۹)

اِسی طرح اَحادیث مبارکہ میں اَجنبی سے تنہائی کرنے کی ممانعت فرمائی گئی۔ ایک حدیث شریف میں اِرشاد ہوا کہ ''دو اَجنبی مرد و عورت جب تنہائی میں اکٹھے ہوتے ہیں تو اُن میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔'' (ترمذی شریف ۱/۱۴۰) نیز فرمایا گیا ''عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اُس کی تاک میں رہتا ہے''۔ (مشکوۃ شریف ۲/۲۶۹)

حاصل یہ ہے کہ ہر وہ راستہ جس سے فحش کاری میں اِبتلا ہو سکتا ہو اُس پر شریعت نے بند لگا دیا ہے۔ کوئی سچا صاحب اِیمان اِن تعزیری اَحکامات پر عمل کرتے ہوئے کبھی بھی اِس معصیت میں گرفتار نہیں ہو سکتا۔

نکاح، پاک دامنی کا سب سے بڑا ذریعہ :

اِن اَحکامات کا منشا یہ نہیں ہے کہ اِنسان کو اُس کی فطری خواہشات کی تکمیل سے بالکلیہ محروم کر دیا جائے بلکہ شریعت نے اِنسانی طبیعت کا لحاظ کرتے ہوئے ''نکاح'' کو نہ صرف مباح قرار دیا ہے بلکہ بعض اَوقات وہ فرض کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ نکاح عفت و پاکیزگی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، وساوسِ شیطانیہ کو دفع کرنے کا مؤثر ہتھیار ہے، ''عالمی اَمن'' کی برقراری کا سبب ہے اور اِس سے بڑھ کر رضائے خداوندی حاصل ہونے کا فطری راستہ ہے، اِباحیت و رَہبانیت کے بجائے نکاح کا حکم دے کر اِسلام نے اپنے دینِ فطرت ہونے کا مکمل ثبوت فراہم کر دیا ہے۔

نکاح کی ترغیبات :

قرآنِ کریم اور آنحضرت ﷺ کے اِرشاداتِ طیبہ سے نکاح کے مطلوب و مرغوب ہونے کا پتہ چلتا ہے چنانچہ فرمایا گیا :

(۱) فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ. (سُورة النساء : ۳)

''تو نکاح کرلو جو عورتیں تم کو خوش آویں دو دو، تین تین، چار چار۔''

(۲) وَانْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ.(سُورۃ النور:۳۲)

''اور نکاح کر دو رانڈوں کا اپنے اَندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں۔''

(۳) وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّاوَرَاءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ

(سورۃ النساء :۲۳)

''اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں اِن کے سوا بشرطیکہ طلب کرو اِن کو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو، نہ مستی نکالنے کو۔''

(۴) وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلاً اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ. (سورۃ النساء :۲۵)

''اور جو کوئی نہ رکھے تم میں مقدور اِس کا کہ نکاح میں لائے بیویاں مسلمان تو نکاح کرلے اُن سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں جو کہ تمہاری آپس کی لونڈیاں ہیں مسلمان۔''

یہ آیات واضح طور پر دلالت کر رہی ہیں کہ عفت و پاکدامنی حاصل کرنے اور توالد و تناسل کے مقاصد سے نکاح کرنا اللہ تعالیٰ کی نظر میں نہایت مہتم بالشان معاملہ ہے۔ اِسی بنا پر قرآنِ کریم میں جا بجا اہتمام کے ساتھ معاشرتی مسائل کو ذکر فرمایا گیا ہے۔

اَحادیثِ مبارکہ میں نکاح کی اہمیت :

علاوہ اَزیں آنحضرت ﷺ کی قولی و عملی اَحادیث بھی نکاح کی اہمیت پر صراحۃً دال ہیں :

(۱) ایک حدیث شریف میں اِرشاد ہے کہ ''جب کسی شخص نے نکاح کرلیا تو اُس نے اپنا آدھا دین مکمل کرلیا، اَب وہ (آگے) آدھے باقی ماندہ دین میں اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے۔'' (مشکوۃ شریف۲/۲۶۸) نکاح کو نصف دین قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ گناہوں کا زیادہ تر صدور اِنسان کے منہ اور شرمگاہ سے ہوتا ہے اگر وہ نکاح کر کے شرمگاہ کو گناہوں سے بچالے تو گویا اُس نے معاصی کے آدھے راستے کو بند کر دیا اور دینی خرابی سے بچالیا۔

(۲) نیز اِرشادِ نبوی ﷺ ہے کہ ''اے نوجوانوں کی جماعت ! جو تم میں سے قدرت رکھتا

ہو اُسے چاہیے کہ وہ نکاح کرلے اِس لیے کہ وہ نگاہ کو بہت زیادہ نیچا رکھنے اور شرمگاہ کی بہت زیادہ حفاظت کا ذریعہ ہے۔'' (مشکوۃ شریف ۲/ ۲۶۷) یعنی یہ نکاح عفت وعصمت کی حفاظت کا سب سے مامون ومحفوظ راستہ ہے ہر صاحبِ قدرت مسلمان کو اِس پر عمل کرنا چاہیے۔

(۳) اِسی طرح آپ ﷺ نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے ''ترکِ لذات'' کے اِرادہ کا علم ہونے پر اِرشاد فرمایا: ''میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں اور سوتا ہوں اور (رات) میں جاگتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں اور بلا روزہ بھی رہتا ہوں، پس جو شخص میری سنت اور طریقہ سے اِعراض کرے وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔'' (بخاری شریف ۲/ ۷۵۷) اِس حدیث سے پتہ چلا کہ نکاح سنت نبوی ﷺ ہونے کی بنا پر ایک اہم عبادت بھی ہے۔

(۴) اور ایک موقع پر نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے یہ خطاب فرمایا ''ٹوٹ کر محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہارے ذریعہ سے قیامت کے دِن (دیگر اُمتوں پر) کثرت کرنے والا ہوں گا۔'' (اَبوداؤد ۱/ ۲۸۰) معلوم ہوا کہ نکاح کے اہم ترین مقاصد دو ہیں : اَوّل زوجین میں محبت کی اَفزونی اور دوم طلبِ اَولاد جن کا لحاظ رکھنا بہرحال ضروری ہے۔

(۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''جو شخص چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پاک اور پاکیزہ ہونے کی حالت میں حاضر ہو تو اُسے چاہیے کہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔'' (اِبن ماجہ ۱۳۴) یعنی نکاح اللہ تعالیٰ کی نظر میں بندے کی پاکیزگی اور پاکدامنی کا ذریعہ ہے۔

اِن روایتوں سے اِسلام کی نظر میں نکاح کی اہمیت کا اَندازہ باسانی لگایا جا سکتا ہے۔ دُرمختار میں لکھا ہے کہ ''صرف دو عبادتیں ایسی ہیں جو حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کے عہد سے لے کر قیامت تک یکساں طور پر مشروع ہیں، اُن میں ایک اِیمان ہے دُوسرے نکاح، اور یہ دونوں عبادتیں جنت میں بھی جاری رہیں گی۔ (دُرمختار مع الشامی ۱/۳)

نکاح کا شمار حضرات اَنبیاء علیہم السلام کی خاص سنتوں میں ہوتا ہے۔ (زادُ المعاد ج۴/ ۲۵۲)

نکاح سلفِ صالحین کی نظر میں :

حضرات صحابہ ﷺ تابعین اور سلف صالحین نے بھی نکاح کا نہ صرف معمول رکھا بلکہ اِس کی برابر رغبت دلاتے رہے۔ احیاء العلوم میں حضرت اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ :

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے : '' نکاح سے مانع صرف دو چیزیں ہیں ایک عاجزی دُوسرے فسق و فجور۔'' (مصنف اِبن ابی شیبہ ۳/۴۴۰)

(۲) حضرت اِبن عباس رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے کہ'' حاجی کا حج اُس وقت تک پورا نہ ہوگا جب تک کہ وہ شادی نہ کرلے۔'' یعنی غیر شادی شدہ شخص فراغت قلب کے ساتھ اَرکان اَدا نہیں کرسکتا۔

(۳) حضرت اِبن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے'' کہ اگر میری عمر کے کل دس دن ہی رہ جائیں تو بھی میری خواہش ہوگی کہ میں نکاح کرلوں تاکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے'' بلا زوجہ'' والا ہونے کی حالت میں پیش نہ ہوں۔ (مثلہ فی مجمع الزوائد ۴/۲۵۱)

(۴) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو بیویاں طاعون کی وبا میں اِنتقال فرماگئیں، آپ خود بھی طاعون میں مبتلا تھے مگر پھر بھی آپ نے لوگوں سے کہا کہ میری شادی کرادو کیونکہ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے '' بے بیوی والا'' ہونے کی صورت میں ملاقات کروں۔ (مصنف اِبن اَبی شیبہ ۳/ ۴۳۹)

(۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت نکاح کرنے والے تھے اور فرماتے تھے کہ میں صرف اَولاد طلب کرنے کے لیے نکاح کرتا ہوں۔

(۶) پچھلی اُمتوں میں ایک عابد کثرتِ عبادت کی وجہ سے اہلِ زمانہ پر فائق ہوگیا، اُس کا ذکر جب اُس زمانہ کے نبی کے سامنے ہوا تو اُنہوں نے فرمایا کہ'' وہ اچھا آدمی ہے بشرطیکہ وہ ایک سنت کو نہ چھوڑے۔'' جب نبی کا یہ قول اُس عابد کو معلوم ہوا تو وہ بہت مغموم ہوا اور اُس نے آکر نبی علیہ السلام سے اِس بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ تم نے نکاح کی سنت چھوڑ

رکھی ہے تو عابد نے جواب دیا کہ میں اِسے حرام نہیں سمجھتا مگر بات یہ ہے کہ میں فقیر ہوں اور لوگوں پر بوجھ ہوں (اِس لیے نکاح نہیں کرتا) اِس پر نبی وقت نے کہا کہ میں اپنی بیٹی تمارے نکاح میں دیتا ہوں اور اُس کا نکاح اپنی بیٹی سے کر دیا۔

(۷) بشر بن الحارثؒ کہتے ہیں کہ ''اَحمد بن حنبلؒ مجھ پر تین وجوہات سے بڑھے ہوئے ہیں ایک تو وہ خود اپنے لیے اور ساتھ میں غیروں (اہل وعیال) کے لیے کماتے ہیں اور میں صرف اپنے لیے ہی کماتا ہوں، دُوسرے وہ نکاح کرنے میں بڑے وسیع الظرف واقع ہوئے ہیں اور میں اِس معاملہ میں تنگ ہوں، تیسرے یہ کہ وہ اِمام کے درجہ پر فائز کئے گئے ہیں۔

(۸) منقول ہے کہ حضرت اِمام اَحمد بن حنبلؒ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ کی والدہ کی وفات کے اَگلے ہی دِن دُوسرا نکاح کرلیا اور فرمایا کہ میں بے بیوی والا بن کر رات گزارنا پسند نہیں کرتا۔

(۹) بشر بن الحارثؒ کا جب اِنتقال ہوا تو بعض لوگوں نے اُنہیں خواب میں دیکھا اور حالات پوچھے، اُنہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں میرے اِتنے درجے بلند فرمائے کہ میں حضراتِ اَنبیاء علیہم السلام کے مقامات دیکھ سکتا ہوں تاہم میں اہل وعیال والے خوش نصیبوں کے درجہ تک نہ پہنچ سکا۔

(۱۰) اِن ہی بشر بن الحارثؒ سے خواب میں پوچھا گیا کہ حضرت اَبو نصر تمارؒ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا ؟ بشر نے کہا کہ اُنہیں مجھ سے ستر درجہ اُوپر رکھا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ دُنیا میں تو ہم اُنہیں آپ سے اُونچا نہ سمجھتے تھے تو بشرؒ نے جواب دیا کہ یہ درجہ انہیں اپنے بچوں اور اہل وعیال کی تکلیفوں پر صبر کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔

(۱۱) بعض لوگوں کا مقولہ ہے کہ شادی شدہ آدمی سے غیر شادی شدہ شخص ایسے ہی اَفضل ہے جیسے بیٹھے رہنے والے کے مقابلہ میں جہاد کرنے والا اَفضل ہوتا ہے۔ اور شادی شدہ شخص کی ایک رکعت غیر شادی شدہ کی ستر رکعت نماز سے اَفضل ہے۔ (اِحیاء العلوم) ۔ (جاری ہے)

قسط : ۱

اربعين حديثا فى فضل سورة الاخلاص

فضائل سورۂ اِخلاص

﴿ الشیخ محمد یوسف بن عبداللہ الارمیونی ؒ ، مترجم مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب ﴾

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م:۹۱۱ھ) کے شاگرد حضرت علامہ یوسف بن عبداللہ بن سعید الحسینی الارمیونی رحمۃ اللہ علیہ (م : ۹۵۸ھ) کی تصنیف "اربعين حديثا فى فضل سورة الاخلاص" جو سورۂ اِخلاص کی فضیلت پر چالیس اَحادیث نبویہ پر مشتمل ہے ، اِس کا اُردو ترجمہ جامعہ مدنیہ لاہور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م : ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ھ) کے فرزندِ اَرجمند حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب نے کیا ہے جس کی اِفادیت کے پیش نظر اِسے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔(اِدارہ)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد علامہ یوسف بن عبداللہ بن سعید الحسینی الارمیونی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ حمد وصلوۃ کے بعد فرماتے ہیں :

رب کی صفات :

(۱) واقدی نے اَسباب النزول میں ذکر کیا ہے کہ چند یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ ہمارے سامنے اپنے رب کی صفات ذکر فرمائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات توراۃ میں ذکر فرمائیں ہیں، اِس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ اِخلاص نازل فرمائی۔(تفسیر طبری ج ۳۰ ص ۳۴۳)

حضرت اِبن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے رب کا نسب بتلایئے اِس پر سورۂ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ نازل ہوئی۔

تہائی قرآن کے برابر ثواب :

(۲) عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَرَأَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فَکَاَنَّمَا قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ (رواہ احمد والضیاء المقدسی فی المختارہ ورجالہ رجال الصحیح).(مُسند اِمام احمد بن حنبلؒ ۱۴۱/۵)

''حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴾ کی تلاوت کی گویا اُس نے تہائی قرآن کی تلاوت کی۔''

(۳) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَال رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَرَأَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ مَرَّۃً فَکَاَنَّمَا قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ . وَمَنْ قَرَأَھَا مَرَّتَیْنِ فَکَاَنَّمَا قَرَأَ ثُلُثَیِ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ قَرَأَھَا ثَلَاثًا فَکَاَنَّمَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ کُلَّہٗ. (جمع الجوامع السیوطیؒ ۸۲۱/۱)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس کسی نے ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴾ ایک مرتبہ پڑھی تو گویا اُس نے تہائی قرآن پڑھا اور جس کسی نے دو مرتبہ اِسے پڑھا تو گویا اُس نے دو تہائی قرآن پڑھا اور جس کسی نے اِسے تین بار پڑھا تو گویا اُس نے تمام قرآن پڑھا۔''

سوتے وقت پڑھنے کی فضیلت :

(۴) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا وَضَعْتَ جَنْبَکَ عَلَی الْفِرَاشِ وَقَرَأْتَ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ وَ ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴾ فَقَدْ اٰمَنْتَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّاالْمَوْتَ. (رواہ البزار)

''حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو بستر پر لیٹ کر سورۂ فاتحہ اور ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴾ پڑھ لے تو تُو موت کے ماسوا ہر چیز سے محفوظ ہو جائے گا۔''

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ کُلَّ لَیْلَۃٍ

جَمَعَ کَفَّیْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِیْهِمَا فَقَرَأَ وَ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ ثُمَّ یَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ یَبْدَأُ عَلٰی رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ یَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . (بخاری شریف فی الطب والادب، والترمذی وابن ماجه فی الدعاء والنساء فی التفسیر)

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ روزانہ جب اپنے بستر پر سونے کے لیے تشریف لاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا فرماتے پھر ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ پڑھ کر اُن پر دم کرتے اور اپنے سر اور چہرہ سے شروع فرما کر اپنے جسم کے اَگلے حصہ پر جہاں تک ہوسکتا اُنہیں پھیر لیتے، اِس طرح آپ تین مرتبہ فرماتے۔''

وَرَوَی ابْنُ مَرْدَوَیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوَّذَتَیْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ فَاِذَا قُبِضَ قُبِضَ شَهِیْدًا وَاِنْ عَاشَ عَاشَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ . (تفسیر قرطبی)

''اِبن مردویہ نے اِبن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس شخص نے سوتے وقت ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ اور معوذتین ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ تین بار پڑھ لیں تو اگر اُسے اُس رات موت آگئی تو شہادت کی موت مرے گا اور اگر زِندہ رہا تو تمام گناہوں سے پاک ہوگا۔''

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَیْبٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَهٗ اِقْرَأْ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ وَالْمُعَوَّذَتَیْنِ حِیْنَ تُصْبِحُ وَ تُمْسِی ثَلَاثًا تَکْفِیْكَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ .

''حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُنہیں فرمایا صبح وشام تین تین بار ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ اور معوذتین پڑھا کرو، یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہوں گی۔''

جمعہ کے دِن سورۂ اِخلاص پڑھنے کی فضیلت :

(۵) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَعَاذَهُ مِنَ السُّوْءِ اِلَی الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی.(عمل الیوم و اللیلة لابن السنیؒ ۳۷۷)

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس شخص نے جمعہ کی نماز کے بعد ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ سات سات بار پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اَگلے جمعہ تک ہر برائی سے اُسے محفوظ رکھیں گے۔''

وَرَوَاهُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ مَکْحُوْلٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْکِتَابِ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ وَ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ سَبْعَ مَرَّاتٍ یَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ اَنْ یَّتَکَلَّمَ کَفَّرَاللّٰهُ عَنْهُ مَابَیْنَ الْجُمُعَتَیْنِ . وَفِیْ لَفْظٍ عَنِ ابْنِ زَنْجُوْیَهْ فِیْ فَضْلِ الْاِیْمَانِ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ حِیْنَ یُسَلِّمُ الْاِمَامُ قَبْلَ اَنْ یَّتَکَلَّمَ سَبْعًا سَبْعًا کَانَ ضَامِنًا هُوَ وَ مَالَهٗ مِنَ الْجُمُعَةِ اِلَی الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی . (کنزالعمال : ۴۹۸۵)

(صاحبِ سنن سعید بن منصورؒ نے مکحول سے روایت کیا اُنہوں نے فرمایا کہ جس کسی نے جمعہ کے روز جمعہ کی نماز کے سلام کے بعد) گفتگو کرنے سے قبل سورۂ فاتحہ معوذتین اور ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ سات مرتبہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اِنہیں دونوں جمعوں کے مابین گناہوں کے کفارہ کردیں گے۔ اِبن زنجویہ نے اِبن شہاب سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں، آپ نے فرمایا ''جس کسی نے ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور معوذتین کو جمعہ کی نماز کے بعد اِمام کے سلام پھیرنے کے وقت کسی سے گفتگو کیے بغیر سات سات بار پڑھا تو وہ خود اور اُس کا مال اِس جمعہ سے دُوسرے جمعہ تک کے لیے محفوظ ہوگیا۔''

وَفِیْ لَفْظٍ عِنْدَ اَبِیْ عُبَیْدٍ وَابْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ وَابْنِ الضَّرِیْسِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَتْ مَنْ صَلَّی الْجُمُعَةَ ثُمَّ یَقْرَأُ بَعْدَھَا ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوَّذَتَیْنِ سَبْعًا سَبْعًا حُفِظَ مِنْ مَجْلِسِہٖ ذٰلِکَ اِلٰی مِثْلِہٖ فِیْ رِوَایَةٍ وَالْفَاتِحَةَ .(مصنف ابن ابی شیبہ : ۵۵۷۵)

''اَبوعبید، اِبن اَبی شیبہ اور اِبن الفریس نے اَسماء بنتِ اَبی بکر صدیق سے یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا جس کسی نے جمعہ کی نماز پڑھی پھر اِس کے بعد ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ اور معوذتین سات سات بار پڑھیں تو اِس مجلس (جمعہ) سے اَگلی مجلس (جمعہ) تک اُس کی حفاظت کردی گئی۔ ایک دُوسری روایت میں ہے کہ فاتحہ بھی پڑھے۔''

ہر برائی سے بچنے کے لیے بہترین دم :

(۶) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ عَاذَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُعِیْذُکَ بِالْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَاتَجِدُ . رَدَّدَھَا سَبْعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا اَرَادَا اَنْ یَّقُوْمَ قَالَ تَعَوَّذْ بِھَا یَا عُثْمَانُ فَمَا تَعَوَّذْتُمْ بِخَیْرٍ مِّنْھَا. رواہ الحاکم. (کنز العمال : ۲۸۵۱۷)

''حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اَکرم ﷺ نے مجھے یہ دُعاء پڑھ کر اللہ کی پناہ میں دیا ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُعِیْذُکَ بِالْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ'' آپ نے یہ دُعا سات مرتبہ پڑھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اُٹھنے کا اِرادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! اِن کلمات کے ذریعہ (دُعا مانگ کر اور اپنے اُوپر دم کر کے) اللہ کی پناہ حاصل کیا کرو، اِن کلمات سے بڑھ کر تمہارے لیے پناہ حاصل کرنے کے اور کوئی کلمات نہیں۔''

(جاری ہے)

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

اَز قلم : مولانا خلیل الرحمٰن صاحب، شریکِ سفر

۲۰/ مارچ بروز جمعرات شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم وفاق المدارس العربیہ کے زیرِ اہتمام آل پنجاب طلباء اِجتماع میں شرکت کے لیے ملتان کے سفر پر صبح دس بجے جامعہ مدنیہ جدید سے روانہ ہوئے اور شام پانچ بجے الحمدللہ اِجتماع گاہ میں پہنچ گئے۔

بعد اَزاں بھائی محمد مدنی صاحب کی دعوت پر اُن کی مسجد و مدرسہ کے اِفتتاح کے لیے دھوری اَڈہ ضلع لیہ تشریف لے گئے رات وہیں قیام کیا۔

۲۱/ مارچ بروز جمعہ صبح گیارہ بجے مسجد کا اِفتتاح کرتے ہوئے اہلِ علاقہ سے خطاب فرمایا، یہاں سے فراغت کے بعد لیہ ہی کے ایک قصبہ پہاڑ پور میں جامعہ فاروقیہ تجوید القرآن قاری محمد طلحہ صاحب کے ہاں تشریف لے گئے اور وہاں جمعہ کے مجمع سے علم اور علماء کی اہمیت کے اُوپر بیان فرمایا۔

سہ پہر چار بجے جامعہ ریحان المدارس پہاڑ پور میں تشریف لے گئے اور مدرسہ کے لیے دُعا فرمائی۔ بعد اَز نمازِ مغرب عصر کوٹ اَدّو کے لیے روانہ ہوئے، مغرب کے قریب شہر کے مشہور مدرسہ جامعہ مظاہر العلوم میں پہنچے یہاں اَساتذہ اور طلباء نے بڑی محبت سے اِستقبال کیا، حسنِ اتفاق سے مدرسہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی عبدالجلیل صاحب کے بڑے بیٹے مولانا محمد اشفاق صاحب قاسمی سے تقریباً ۳۵ سال بعد ملاقات ہوئی جو کہ جامعہ مدنیہ لاہور میں حضرت کے درجہ مشکوۃ شریف کے ہم سبق رہے تھے مغرب کی نماز کے بعد اُن سے مجلس ہوئی جس میں طالبعلمی کے دور کا تذکرہ ہوتا رہا۔

بعد اَز نمازِ عشاء مدرسہ مظاہر العلوم میں رات کا کھانا تناول کیا اِس کے بعد مولانا اشفاق صاحب اور دیگر ساتھیوں کے ہمراہ خانقاہ قادریہ مجددیہ کوٹ اَدّو میں مولانا محمد آصف صاحب کے ہاں

تشریف لے گئے وہاں اِجتماع سے اِصلاحی بیان فرمایا، بیان کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم ہی میں رات کا قیام فرمایا۔

۲۲ / مارچ بروز ہفتہ صبح آٹھ بجے ناشتہ کرنے کے بعد مولانا اشفاق صاحب سے اِجازت طلب فرمائی اور لاہور کے سفر کے لیے روانہ ہوئے، اَلحمد اللہ بوقت عصر بخیر و عافیت جامعہ مدنیہ جدید میں واپسی ہوئی۔

۞ ۞ ۞

وفیات

ممتاز عالمِ دین و تبلیغ جماعت کے اَمیر اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا زُبیر الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد اِنتقال فرما گئے۔ آپ اپنے والد گرامی حضرت مولانا اِنعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد تا حیات سے دعوت و تبلیغ کی ذمہ داریاں اَنجام دے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جملہ خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبرِ جمیل کی اور آپ کی اَولاد کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

گزشتہ ماہ جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل کوئٹہ کے مولانا عزیز اللہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ شدید علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

۲ / مارچ کو جامعہ مدنیہ جدید کے خیر خواہ جناب قاری محمد یٰسین صاحب کے چھوٹے بھائی محمد اَختر صاحب بہاولپور میں وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

Estd: 1999

صفہ اسکول سسٹم کی گلشن راوی میں

دوسری برانچ کا آغاز

داخلے جاری ھیں

An Islamic Heritage

(Play Group to 8th)

SUFFAH SCHOOL SYSTEM

(With Hifz-e-Quran)

A Project of Suffah Trust

بانی و مدیر

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم

اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک

Registration 9:00am to 1:00pm

اسلامی تربیت کا آغاز

Suffah Islamic Montessori

PRE-SCHOOL 3 YEARS

Age Group : 3 ½ to 5 ½

بنیادی خصوصیات

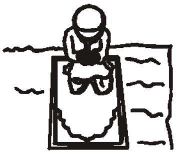

★ حفظ و ناظرہ کی معیاری تعلیم ★ دینی بنیادوں پر استوار خصوصی نصاب

★ اسلامی اخلاق و آداب سے مزین معاشرتی ترقی کی جانب ایک قدم

★ طلبہ و طالبات کے لیے لائبریری کی سہولت

Contact us:

Branch: Imam Abu Yūsuf (rh)
396-G, Gulshan-e-Ravi, Lahore.
Tel: + 92 42 37 46 48 04
Cell: 0333-4249302, 0333-4432853

Head Office: Branch: Imam-e-Azam Abu Hanifa(rh) 3-Mehmood Street, Mohni Road, Lahore.
Tel: + 92 42 37 11 24 92 Cell: 0331-0070580 Web: www.suffahtrust.org E-mail: info@suffahtrust.org

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامد

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0954-020-100-7915-0)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (0954-040-100-1046-1)MCB کریم پارک برانچ لاہور